امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- آہ مولانا ڈاکٹر عبدالقادر شمس
- بہار کے پہلے وزیر اعلیٰ......
- نئی تعلیمی پالیسی۔ ہیں کواکب کچھ......
- روہنگیا مسلمانوں کو انصاف کب ملے گا؟
- اللہ کے نیک بندوں کے کام آئیں
- سعودی عرب اور ایران کا......
- اخبار جہاں، طب وصحت، ہفتہ رفتہ

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 38 مورخہ ۱۰رصفر المظفر ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸ر ستمبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

کاسۂ گدائی

کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا، بھیک مانگنا اور گداگری کرنا، انسانی غیرت وحمیت اور خودداری کے خلاف ہے، اب بھی سماج میں بڑی تعداد میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو بھوکے رہنا، فاقہ پر فاقہ کرنا اور اپنی ضروریات کو مفلسی کی باعزت چادر تلے دبا کر سو جانا پسند کرتے ہیں، وہ بے چین ضرور ہوتے ہیں؛ لیکن اس بے چینی میں بھی انہیں اتنا اطمینان ہوتا ہے کہ سر کے نیچے تکیہ نہیں ہوتا تو اپنی ہتھیلی کو تکیہ بنا لیتے ہیں، دن بھر کی سخت محنت ومشقت کے بعد بھی ان کے سروں پر چھت نہیں ہے اور وہ برسہا برس؛ بلکہ کبھی پوری زندگی فٹ پاتھ پر سو کر گذار دیتے ہیں، کیونکہ اس حالت میں ان کی خودداری اور غیرت کو ٹھیس نہیں لگتی ہے اور وہ مانگنے کی ذلت سے بچ جاتے ہیں لیکن سماج کا ایک طبقہ وہ ہے جن کے نزدیک گداگری بھی دوسرے پیشوں کی طرح ایک پیشہ ہے، باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ گداگر بنانے کے لئے پورا ریکٹ کام کرتا ہے، چھوٹے بچوں کو اغوا کر کے انہیں اپاہج بنا دینا اور انہیں گداگری کے پیشے سے لگا دینا عام سی بات ہے، سڑک کے کنارے اور عام گزرگاہوں پر ایسے گداگروں کی بڑی تعداد آپ روزانہ دیکھتے ہیں جن کے اعضاء وجوارح اس طرح ناکارہ ہیں کہ وہ جانوروں کی طرح رینگ بھی نہیں سکتے، یہ پیدائشی اپاہج نہیں ہیں، انہیں پڑھے لکھے گداگروں نے اس حالت تک پہونچا دیا ہے، انہیں صبح سویرے کوئی متعینہ مقام پر چھوڑ جاتا ہے اور دیر رات گئے اٹھا کر لے جاتا ہے، غذا کے لئے چند لقمے کے بدلے دن بھر کی حصولیابی پر قبضہ جما لیتا ہے، ہم انہیں معذور سمجھ کر مدد کرتے ہیں، لیکن ہماری امداد ان کے کام نہیں آ کر ان طاقتور گداگروں کے کام آتی ہے، جو اسے ایک صنعت سمجھتے ہیں اور بغیر کسی پونجی کے آمدنی کا ذریعہ بھی، یہ ذریعہ اتنا کارگر ہے کہ ایک سروے کے مطابق ممبئی کے بھکاریوں کی کل سالانہ آمدنی ایک سو اسی کروڑ روپے ہے، اور پیشہ وارانہ چپقلش کی وجہ سے قتل وغارت گری تک کی نوبت آ گئی ہے، پولس کو ایک قتل معاملہ کی تفتیش کے دوران معلوم ہوا کہ یہ فقراء سود پر روپے کا لین دین کرتے ہیں اور قتل اسی لین دین میں گڑبڑی کی وجہ سے ہوا ہے۔

ہمیں اس صورت حال پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمارے تعلیمی ادارے کی تعلیم وتربیت میں کوئی کمی ہے، جس کی وجہ سے ایک بڑی تعداد کو گداگری کے پیشے سے منسلک ہونے پر مجبور ہونا پڑ رہا ہے، غور طلب یہ بھی ہے کہ روزگار کے حصول کی غیر یقینی صورت حال، استحصال اور سخت جدوجہد کا خوف تو اس کا محرک نہیں ہے، ہم نے جن مقاصد کے حصول کے لئے تعلیم کے سارے شعبوں کی ڈور معاش کے حصول اور روزی روٹی سے جوڑ دیا ہے، کہیں ہم اس میں ناکام تو نہیں ہو گئے ہیں، سوال یہ بھی ہے کہ ہم نے جن پیشہ وارانہ تعلیم میں بچوں کو لگایا تھا، کیا اس میں معیار کی کوئی کمی رہ گئی یا ہم ان کی تربیت اس انداز میں نہیں کر سکے، جو ان کے اندر غیرت وخودداری جیسے اوصاف حمیدہ پیدا کر پاتی، جس کے نتیجے میں ان کے اندر مفت خوری کا مزاج پروان چڑھ گیا، سوالات اور بھی کئی ہیں جو ہر آدمی اپنی سطح سے سوچ سکتا ہے۔

اسلام نے گداگری کو ہمیشہ ناپسند کیا ہے، اس کی تعلیم یہ ہے کہ مانگنا ذلیل کام ہے، اس لئے اس سے ہر ممکن اجتناب کرنا چاہئے، اگر کسی کے پاس وقتی گذارے کے لئے کچھ ہے اور مفلسی ومحتاجی اتنی نہیں ہے کہ وہ بھوکے مر جائے گا تو اسے کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانا چاہئے، اسے صرف اور صرف اس رب العالمین سے مانگنا چاہئے جو ہماری ساری ضرورتیں پوری کرتا ہے، اور جس کے سامنے عاجزی، انکساری، اور گڑگڑانا ذلت نہیں، عبادت ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جوتے کا تسمہ بھی مانگنا ہو تو اللہ سے مانگو، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس فرمان پر اس قدر سختی سے عمل کیا کہ سواری پر جاتے ہوئے جانوروں کو تیز رفتار کرنے والا کوڑا اگر جاتا تو سواری سے اتر کر خود اٹھاتے اور کسی سے یہ نہیں کہتے کہ ذرا کوڑا بڑھا دو، یہ ان کی غیرت کی انتہا تھی، اسی غیرت وخودداری کی وجہ سے وہ پیوند پر پیوند لگے کپڑے پہن لیا کرتے تھے، پیٹ پر پتھر باندھ کر گذارا کر لیتے تھے، ایک کپڑے میں زندگی گذار دیتے تھے لیکن کسی انسان سے مانگنے کو باعث شرم وعار اور انسانی نفس کی عظمت کے خلاف تصور کرتے تھے۔

قتل وغارت گری

اللہ رب العزت نے ہمیں ایک ایسی زمین دی تھی جو ہر اعتبار سے معتدل، پرسکون اور امن وشانتی سے بھری ہوئی تھی، زندگی کی بقا اور حیات کو خوبصورت بنانے کے لیے بھی سب کچھ یہاں موجود تھا، محبت اور پیار کا اتنا عظیم بھنڈار اس دنیا کو اللہ نے دیا تھا کہ لوگ اس کا استعمال کر کے اس زمین کو جنت نشاں بنا سکتے تھے، لیکن حضرت آدم علیہ السلام کے لڑکا ہابیل نے قابیل کو قتل کر دیا، اس طرح قتل وغارت گری فتنہ وفساد، حق وباطل کی ایسی معرکہ آرائی شروع ہوگئی کہ اس کو روکنا ممکن نہیں ہوسکا، فتنہ وفساد کیا ہے اور حق وباطل کیا، اس کا فیصلہ دولڑنے والے تو کر نہیں سکتے تھے، اس لیے قرآن کریم اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں اس سلسلے میں واضح ہدایات دی گئیں، اللہ رب العزت نے اعلان کیا کہ وہ زمین پر فساد کو پسند نہیں کرتے، دوسری طرف فسادیوں نے اپنی حرکات وسکنات، تحریک واحتجاج اور قتل وغارت گری کو اصلاح کا نام دیا، جب ان سے کہا جاتا کہ فساد نہ کرو تو وہ کہتے کہ ہم لوگ تو مصلحین ہیں، اللہ رب العزت نے ان کے اس خیال کی تردید کی اور برملا اعلان کیا کہ وہی لوگ فسادی ہیں۔

انبیاء کرام ہر دور میں زمین کو فتنہ وفساد سے پاک کرنے کے لیے آتے رہے، جدوجہد جاری رہی، کوششیں ہوتی رہیں، لیکن مفسدین اپنی حرکت سے باز نہیں آئے، آخر میں زمین سے فساد کرنے والوں کو اکھاڑ پھینکنے کا کام اس امت کے سپرد ہوا، اسلام نے فساد کے اسباب پر کاری ضرب لگائی، اس نے دنیا کو امن، شانتی، مساوات، آزادی کا پیغام دیا، اس آزادی کے نتیجے میں مخلوق کا رشتہ خالق سے مضبوط ہوا، اس مضبوطی نے انسان کو اللہ کے بنائے ہوئے طریقے پر چلنے کا پابند کیا، عدل وانصاف کے لیے آواز لگائی اور اپنے خلاف بھی بات جاتی ہو تب بھی حق وانصاف کا دامن پکڑے رہنے پر زور دیا، اس نے کھل کر اعلان کیا کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر آمادہ نہ کرے، اسی طرح عزیز واقرباء، امراء وغربا کی منہ دیکھی بھی نہ کیا کرو، انصاف کے حصول کے لیے اپنے والدین اور اعزواقربا کے خلاف بھی کھڑا ہونا ہو تو ہوا جائے، اس انصاف نے دنیا کو بدامنی سے پاک کرنے میں نمایاں رول ادا کیا اور ایک مدت تک دنیا امن وآشتی کا گہوارہ بنی رہی، پھر دھیرے دھیرے لوگوں نے بدامنی اور تشدد کو اپنانا شروع کیا اور امن کے نام پر بدامنی اور تشدد کا بازار گرم ہوا، ایسے لوگوں میں ہٹلر، جوزف اسٹالن، ماؤزے تنگ، مسولینی، جارج بش وغیرہ کا نام خاص طور سے لیا جاتا ہے، ان حضرات نے امن پیدا کرنے کے نام پر جو بدامنی پھیلائی وہ تاریخ کا بدترین اور تاریک ترباب ہے، ان حضرات کی بدامنی اور تشدد کی وجہ سے دو بڑی عالمی جنگیں ہوئیں، پہلی جنگ عظیم میں ۱۷ر ملین لوگ موت کی نیند سلائے گیے، جب کہ دوسری جنگ عظیم میں ایک اندازہ کے مطابق ۵۵ر ملین لوگوں کو جان سے ہاتھ دھونا پڑا، ناگاسا کی پر ایٹمی حملہ نے دو لاکھ لوگوں کو موت کی نیند سلایا جبکہ ویت نام اور بوسنیا کی جنگ میں پچاس پچاس لاکھ لوگ کام آئے، عراقی جنگ میں ایک کروڑ بیس لاکھ اور کمبوڈیا میں تین لاکھ لوگوں کو قربان کر دیا گیا، ان بدنام زمانہ لوگوں کے انفرادی نامہ اعمال کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ جوزف اسٹالن کے حکم سے بیس ملین (ایک ملین دس لاکھ کا ہوتا ہے) ماؤزے تنگ کے حکم سے بیس ملین، مسولینی کے حکم سے چار لاکھ، جارج بش کی تجارتی پابندیوں کے نتیجے میں صرف عراق میں پانچ لاکھ لوگ مرے، عرب بہاریہ کے نام سے تیونس سے مسلم حکمرانوں کو بے دخل اور کمزور کرنے کی جو کارروائی شروع ہوئی، اس نے تیونس لیبیا، عراق، شام سب کو کمزور کر کے رکھ دیا، حلب کی تباہی نے ہٹلر، مسولینی ہلاکو اور تاتاریوں کی تاریخ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا، حلب ختم ہو گیا، بچوں اور عورتوں کی چیخیں بھی عرب لیگ اور عرب دنیا کو اس کی مدد پر آمادہ نہیں کر سکیں، روس اور امریکہ کا موقف بھی اس معاملہ میں ایک ہی رہا، ایران حلب کو شیعوں کی نوآبادی بنانے کے لیے سنیوں کو تہہ تیغ کرنے میں معاون بنا رہا، پاسداران انقلاب نے بشار الاسد کی حکومت کو بچانے کے لیے ایسی خون کی ہولی کھیلی کہ انقلاب اور پاسداران دونوں لفظ کی معنویت کھوگئی، قتل وخون کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور عالمی برادری کا ضمیر سویا نہیں، مردہ ہو گیا ہے، ان پر مظلوموں کی چیخ وپکار کا کوئی اثر نہیں، نہ جانے تباہی وبربادی کا یہ طوفان کب تھمے؟ جب بھی تھمے گا تو شاید بہت دیر ہو چکی ہوگی، اور ہمارا یہ کہنا بھی بیکار ہوگا "پچھتاؤ گے سنو ہو یہ بستی اجاڑ کے"۔

حوصلہ کے ساتھ جئیں اور جرأت کے ساتھ مریں

"دشواریاں آتی ہیں اور دشواریاں آئیں گی، مصیبتیں آتی ہیں اور مصیبتیں آئیں گی، مصیبتیں تو پیدا اسی لیے کی گئی ہیں کہ وہ آئیں، لوگوں کو پکڑیں، انہیں آنے سے کوئی روک نہیں سکتا، اس لئے کہ مرضی مولیٰ یہی ہے، اللہ تعالیٰ نے مصیبتیں اس لئے نہیں بنائی ہے کہ وہ کسی جیل خانے کے اندر بند رہے، وہ اس لیے ہی بنائی گئی ہیں کہ بندوں کے درمیان آئیں جسے چاہیں پکڑیں، شیطان اور ابلیس کا اپنا کام ہے، وہ اپنے کام میں لگا ہوا ہے۔ مصیبتیں اور آفتیں بھی اپنی روش پر چل رہی ہیں، ان سے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ہمارے ارادے اور عزائم میں کمزوری نہیں آنی چاہیے اور ہمیں آپ کو شکست حوصلہ نہیں ہونا چاہیے، ہم اگر میدان میں شکست کھا بھی جائیں تو کوئی خاص بات نہیں، شکست کا حوصلہ نہ ہوں یہ خطرناک بات ہے، اس لیے حوصلہ کے ساتھ جئیں اور حوصلہ کے ساتھ مرنے کا ارادہ بنائیں۔"

مفکر اسلام حضرت امیر شریعت

مولانا محمد ولی رحمانی صاحب

دامت برکاتہم

اللہ کی باتیں --- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

ظالموں کا انجام بد

اگر اللہ تعالی لوگوں کو ان کے ظلم پر فوراً پکڑ لے، تو زمین پر کسی چلنے والے کو نہیں چھوڑے، لیکن اللہ ان کو ایک مقرر مدت تک ڈھیل دیتا ہے، پھر جب ان کا وقت آ پہنچے گا تو نہ ایک لمحہ پیچھے رہ سکیں گے اور نہ ایک لمحہ آگے بڑھ سکیں گے (سورہ نحل/۶۱)

وضاحت: قدرت کا قانون ہے کہ وہ مجرموں اور باغیوں کو آخری حد تک مہلت و ڈھیل دیتا ہے، تاکہ ظالم اپنے نازیبا حرکتوں سے باز آجائے، اپنے گناہوں پر ندامت و شرمندگی کے آنسو بہائے، توبہ و استغفار کرے، یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالی مہلت کے زمانے میں رحم و کرم اور حلم و بردباری کا سا معاملہ فرماتے ہیں، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ میرا عذاب جسے میں چاہتا ہوں اسے پہنچاتا ہوں اور میری رحمت ہر شئی کے لیے وسیع ہے، سورہ کہف میں ارشاد فرمایا گیا کہ آپ کے پروردگار تو بڑے بخشنے والے، رحمت والے ہیں، اگر اللہ ان کے کرتوت کی وجہ سے ان کو پکڑ لیتے تو فوراً ہی ان پر عذاب نازل کر دیتے، مگر ان کے لیے ایک وقت مقرر ہے، وہ اس کے مقابلہ ہرگز کوئی پناہ کی جگہ نہیں پائیں گے، اگر وہ لوگوں کو ان کے گناہوں پر مؤاخذہ کرنا شروع کر دے تو روئے زمین پر کسی ذی روح کو باقی نہ چھوڑے، لیکن ان پر رحم کرتے ہوئے موت کے وقت تک انہیں مہلت دیتا ہے تاکہ جو کوئی مغفرت طلب کرے اسے معاف کر دے اور جو کوئی اپنے گناہوں پر اصرار کرے اس کے عذاب میں زیادتی کر دے، اس میں ان لوگوں کے لئے تنبیہ ہے، جو اپنی طاقت کا بے جا استعمال کرتے ہیں، وہ ہوشیار ہو جائیں اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لیں، کیونکہ کہ ظلم کی ٹہنی بہت دنوں تک سدا بہار نہیں رہتی، جب وہ اپنی توانائی کھو دیتی ہے تو زمین بوس ہو جاتی ہے، افسوس یہ ہے کہ اس وقت ہمارے وطن عزیز کی برسر اقتدار پارٹی اور اس کی حلیف جماعتیں مذہب اور ذات کی بنیاد پر ایک مخصوص طبقہ کو نشانہ بنا رہی ہیں، کہیں بے قصور نوجوانوں کو قید و بند کیا جا رہا ہے تو کہیں زدوکوب اور ماب لنچنگ کے ذریعے بے گناہوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے اور ظلم و ستم کے ہر پہلو کو روا رکھ رہی ہے، آج کے جمہوری ہندوستان میں وہ باتیں سامنے آرہی ہیں جو ماضی کے شاہی نظام میں بھی نہیں تھیں، انسانی جان و مال کا ضیاع جس طرح ہو رہا ہے پہلے اس کا کوئی تصور نہ تھا، یاد رکھیے کہ جب کسی حکومت اور قوم کا مزاج ظلم کا بن جاتا ہے تو وہ حکومت اور قوم بہت دنوں تک باقی نہیں رہتی، تاریخ میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں کہ ظالموں کا حشر بہت برا ہوا، فرعون اور نمرود کو بھی اپنی حکومت و سطوت پر ناز تھا، اس نے بھی لوگوں کے لئے عرصہ حیات کو تنگ کر رکھا تھا، لیکن جب اس کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو اللہ نے سبھوں کو ہلاک کر دیا، اس لیے ظلم کرنے والی حکومتوں کو ماضی کے ظالم و جابر شہنشاہوں کے ظالمانہ کرتوتوں کی سزا سے درس عبرت حاصل کرنا چاہیے، اور اپنے اندر صالح تبدیلی لانے کی جدوجہد کرنی چاہیے۔

رنج وغم کے وقت صبر کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو جو اپنے بچے کی موت پر رو رہی تھی، سمجھایا مگر وہ نہ مانی، بعد کو جب اس کو معلوم ہوا کہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو معذرت کرنے آئیں اور صبر کا کلمہ ادا کیا، آپ نے فرمایا کہ صبر صدمہ کے شروع میں کرنا چاہیے (ابوداؤد شریف)

مطلب۔ موجودہ دنیا آزمائش کی دنیا ہے، کبھی انسانوں پر خوف و دہشت کی کیفیت طاری ہوگی، کبھی وہ مسائل و مشکلات کی سنگلاخ وادیوں میں گرے گا، ایسے تمام موقعہ پر اپنے آپ کو راہ راست پر قائم رکھنے کے لیے صبر کی طاقت درکار ہوتی ہے، اعتدال و توازن کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرنا دانشمندانہ طریقہ عمل ہے، کسی بھی مرحلے میں قلب کو خدا کی یاد سے غافل نہ ہونے دیں، اگر کسی کے گھر میں میت ہو جائے تو اس وقت بھی صبر و برداشت کے دامن کو تھامے رہنا چاہیے، منہ پر تھپڑ مارنا اور سینہ کوبی کرنا مومن کا شیوہ نہیں، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ جو شخص گریبان پھاڑتا ہے، اور گالوں پر طمانچے مارتا ہے اور جاہلیت کی طرح چیختا چلاتا ہے، وہ میری امت میں سے نہیں ہے، ہاں کسی عزیز یا رشتہ دار کی موت پر غم کے آنسو کا بہہ جانا یہ ایک فطری تقاضہ ہے جو انسانی اختیار سے باہر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم نے وفات پائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو کے چند قطرے نکل پڑے اور فرمایا اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے مغموم ہیں لیکن زبان سے وہی نکلے گا جو رب کی مرضی ہے، یہ گویا غیر اختیاری عمل ہے جس پر کوئی نکیر نہیں، لیکن میت پر کثرت سے رونے و نوحہ خوانی کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے، اس وقت صبر سے کام لیں اور اللہ کی طرف رجوع ہوں کیونکہ موت ایک زندہ حقیقت ہے جس سے نہ کوئی بچ سکا اور نہ ہی کسی کے لئے راہ فرار ہے، موت ہر انسان کے لئے دوسری زندگی کا دروازہ ہے، موت طاری ہوتے ہی انسان کی دوسری زندگی شروع ہو جاتی ہے، ساتھ ہی ہر انسان کی موت دوسرے انسان کے لئے تذکیر کا ذریعہ ہے کہ آج ہماری باری ہے اور کل تمہاری باری ہوگی، اس لئے صبر کا دامن تھامے رہئے، البتہ صبر کا موقع حادثے کے شروع ہی میں ہے، یہ نہیں کہ شروع میں خوب رولیا جائے اور پھر آخر میں مجبوری کا صبر کیا جائے، اللہ فرماتے ہیں کہ اچھے مسلمان وہ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پیش آئے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائیں گے "قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون" علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تقدیر کا عقیدہ غم کا چارہ کار ہے، جو کچھ ہوا خدا کے حکم اور مصلحت سے ہوا، یہ اسلام کی حکیمانہ تعلیم ہے اور اس تعلیم کا فائدہ بھی قرآن نے بتا دیا کہ "لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ" تاکہ تمہارے ہاتھ سے جو جاتا رہے اس پر غم نہ کرو، یہی ہے مومنانہ شان جس کی ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری ومساوات

ایک شخص کے پاس چار لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں سبھی شادی شدہ ہیں، اس نے اپنی دس کٹھہ زمین صرف ایک لڑکے کو ہبہ کر کے باضابطہ رجسٹری کر دیا اور اس کے دخل قبضہ میں دے دیا، والد کے اس عمل کو دیکھ کر بقیہ لڑکے و لڑکیاں نالاں ہیں، والد کا یہ عمل شرعاً کیسا ہے، کیا والد کی حیات میں یا ان کے انتقال کے بعد اصلاح کی کوئی صورت ممکن ہے، جس سے بھائیوں کے درمیان بھی کوئی عداوت نہ رہے اور والد بھی اللہ کی پکڑ سے بچ جائیں؟

الجـــواب وباللہ التـــوفیق

زندگی میں اولاد کو کچھ دینا ھبہ ہے اور ھبہ میں تمام اولاد خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں ان کے درمیان برابری اور مساوات ضروری ہے، کسی کے ساتھ ناانصافی اور حق تلفی جائز نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کا معاملہ کرو۔ "اتقوا اللّٰہ و إعدلوا بین أولادکم" (صحیح البخاری: ۱/۳۵۲) البتہ کوئی اولاد زیادہ خدمت گذار، دیندار یا زیادہ حاجتمند ہو تو اس بنیاد پر اسے کچھ زیادہ دیا جا سکتا ہے، شرعاً اس کی اجازت ہے۔ "لا بأس به إذا كان التفضيل لزيادة فضل له في الدين وإن كان سواء يكره و روى المعلى عن أبي يوسف رحمه اللّٰه أنه لا بأس به إذا لم يقصد به الاضرار وإن قصد به الاضرار سوى بينهم يعطى الابنة مثل ما يعطى للابن وعليه الفتوىٰ" (الهندية: ۴/۳۹۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی وارث کو وراثت سے محروم کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی میراث سے محروم کر دیں گے۔ "من فر من ميراث وارثه قطع اللّٰه ميراثه من الجنة" (ابن ماجه /۱۹۸ ؛ باب الحيف في الوصية) شامی میں ہے: و لو وهب في صحته كل المال للولد جاز و اثم (رد المحتار: ۸/۵۰۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والد کو گھر کا نگراں اور سرپرست قرار دیا ہے، پس اگر اس نے اپنی نگرانی میں موجود افراد کے ساتھ ظلم و زیادتی کی تو عند اللہ جوابدہ ہوگا اور کسی کی حق تلفی کی تو گناہگار اور مستحق سزا ہوگا۔ قال عليه الصلوٰة و السلام : ألا كلكم راع و كلكم مسئول عن رعيته.......... والرجل راو هو مسئول عن رعيته الخ (صحيح البخاري كتاب الاحكام؛ ۷۱۹۶)

نیز اولاد کے مابین نوازشات میں انصاف نہ کرنے سے جہاں اولاد کے درمیان بغض و عداوت، حسد اور دشمنی پیدا ہوتی ہے، وہیں اولاد کے متعلق اولاد کے دلوں میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے، جس کی وجہ سے والد کی تعظیم و تکریم، فرماں برداری اور حسن سلوک کا جذبہ متاثر ہوتا ہے، جس سے خاندانی نظام بھی بگڑ جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ صحابی رسول حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنے بیٹوں میں سے صرف ایک بیٹا نعمان کو ایک غلام ھبہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واپس لے لو، کیوں کہ انہوں نے باقی بیٹوں کو نہیں دیا تھا۔

عن النعمان بن بشير أنه قال أن أباه أتى به رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال إني نحلت ابني هٰذا غلاما كان لي فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اكل ولدك نحلته مثل هٰذا فقال: ل، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فارجعه (صحيح مسلم : ۲/۳۶؛ باب كراهة تفضيل بعض الاولاد في الهبه، صحيح البخاري: ۱/۳۵۲)

ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے سب بیٹے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں اور سبھی تمہاری فرماں برداری اور تعظیم کریں تو انہوں نے جواب دیا: ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ پھر تم ایسا نہ کرو یعنی ایک ہی لڑکے کو دے کر باقی کو محروم نہ کرو۔ أيسرك أن يكونوا إليك في البر سواءً قال بلىٰ، قال فلا إذاً (صحيح مسلم : ۲/۳۷)

وهٰذا إشارة إلى العدل بين الأولاد في النحلة و هو التسوية بينهم ، ولأن في التسوية تاليف القلوب، والتفضيل يورث الوحشة بينهم فكانت التسوية اولىٰ (بدائع الصنائع: ۵/۱۸۲)

لہٰذا صورت مسئولہ میں والد نے صرف ایک لڑکے کو دے کر بڑی غلطی کی ہے، انہیں چاہئے کہ اگر گنجائش ہو تو دوسری اولاد کو بھی ویسی زمین ھبہ کر کے مالک اور قابض و دخیل بنا دیں۔ اور اگر گنجائش نہ ہو تو جس لڑکے کو ھبہ کیا ہے، وہ اس ھبہ کی ہوئی زمین کا اگرچہ مالک ہے، لیکن اخلاقی طور پر اسے چاہئے کہ وہ زمین والد کو واپس کر دے، اور اگر والد کا انتقال ہو گیا ہو تو ان کے ترکہ میں شامل کر کے دوسرے بھائی، بہنوں کو بھی حصہ دے دے، تاکہ والد ناانصافی کے گناہ اور اللہ کی گرفت سے بچ سکیں، یہ اس لڑکے کی اپنے والد کے ساتھ سب سے بڑی خیر خواہی اور نیکی ہوگی۔ اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو دوسری سبھی اولاد کو چاہئے کہ کشادہ دلی کا ثبوت دیں اور والد کے اس فیصلہ کو بسر وچشم قبول کریں، اپنی رضامندی کا ثبوت دیں اور کسی طرح کی شکوہ و شکایت زبان پر نہ لائیں، اس طرح ممکن ہے کہ مذکورہ معاملہ میں والد اللہ کی پکڑ سے بچ جائیں۔ فقط

کیا شوہر بیوی کو ھبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے

شوہر نے نکاح کے بعد اپنی بیوی کو بہت سے زیورات ھبہ کیے، اکاون ہزار روپئے نقد دیے اور مہر کے عوض پچاس لاکھ روپئے کا فلیٹ اس کے نام سے خرید دیا، کچھ دنوں کے بعد باہمی رنجش کی وجہ سے شوہر نے طلاق دے کر رشتۂ نکاح ختم کر دیا، اب وہ دیا ہوا سامان واپس لینا چاہتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجـــواب وباللہ التـــوفیق

صورت مسئولہ میں جب کہ شوہر نے زیورات ھبہ کر کے بیوی کو اس قابض و دخیل بنا دیا اور مہر کے عوض اس کے نام فلیٹ خرید کر باضابطہ رجسٹری کر دی تو بیوی ان چیزوں کی مالکہ ہو گئی، اب شوہر اس کو واپس نہیں لے سکتا ہے۔ وإذا وهب أحد الزوجين لصاحبه لا يرجع في الهبة و إن انقطع النكاح (الفتاوىٰ الهندية: ۴/۳۸۶)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 38 مورخہ ۱۰ر صفر المظفر ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸ر ستمبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

قیادت پر اعتماد

اس وقت مسلمانوں کو اپنے قائد کے حکم پر آنکھ بند کرکے سمعنا واطعنا کہنے کی ضرورت ہے، اللہ کا کرم ہے کہ اس نے امارت شرعیہ کے امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی صورت میں مضبوط قائد ہمیں دیا ہے، جن کے پاس کام کا طویل تجربہ بھی ہے اور جو سرد وگرم چشیدہ بھی ہیں، ملی مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت، سیاسی حضرات سے آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرنے کا فن، انہیں پورے طور پر آتا ہے، ان کے اندر عظمت کردار بھی ہے جرأت گفتار بھی، سنگلاخ اور پریشان راستے ان کے عزم کو مہمیز کرتے ہیں، وہ ان کے راستے کی رکاوٹ نہیں بنا کرتے، اللہ رب العزت نے انہیں نگہ بلند، سخن دل نواز اور جاں پرسوز کی قائدانہ صفات کے ساتھ نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو کے مؤمنانہ اوصاف سے بھی مالا مال کیا ہے، ایسے قائد کی امارت میں امارت شرعیہ کا کارواں آگے بڑھ رہا ہے، ان کی نگاہیں نبض حالات پر ہیں، اس طرح دیکھیں تو قیادت زرخیز ہے، بارآور ہے اور کارواں کو منزل تک پہونچانے کے جذبے اور لگن سے سرشار ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ذرائع ابلاغ، الیکٹرونک میڈیا، پرنٹ میڈیا اور سوشل سائٹس قائد کی جد وجہد کو، ان کے منصوبوں کو، کام کی حکمت عملی کو، ان کے احکام وہدایات کو عام مسلمانوں تک پہونچائے، وہ غیر جانب دار نہیں، حق کا طرف دار بن کر سامنے آئے، صحافت جو جمہوریت کا بڑا استون ہے اس کی ذمہ داری صرف یہی نہیں ہے کہ وہ خبروں کو چھاپ دے، اس کی ذمہ داری ہے کہ جو صالح اقدار ہیں، ملک کے دستور کا جو تقاضہ ہے دین وشریعت جس کا مطالبہ کرتا ہے اس کو بغیر کسی خوف کے سماج کے سامنے لائے، عوام کو بیدار کرے، انسانوں کو اس کی ذمہ داری یاد دلائے، مذہب کی بنیاد پر نہ سہی، انسانی بنیادوں پر ہی وہ اچھا سماج بنانے کی سعی میں ہاتھ بٹائے، معاشرہ کو صالح رخ پر ڈالنے کا کام انجام دے۔

قیادت نے اپنی ذمہ داری ادا کردی، میڈیا اور ذرائع ابلاغ نے قیادت کے منصوبوں کو عام لوگوں تک اور مسلمانوں تک پہونچا دیا، اب مسلمان سن کر حرکت میں نہ آئے، اس کے اندر عمل کا جذبہ نہ پیدا ہو، وہ سمع وطاعت سے گریزاں رہے، مختلف خیموں میں بٹ کر اپنے تحفظات کی فکر میں لگا رہے، وہ بنی اسرائیل کی طرح ’’فَاذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا‘‘ کہہ کر اپنی جان چھڑا لے تو قیادت کا کیا قصور ہے۔ آج مسلم سماج کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ اس کے اندر سمع وطاعت کی کمی ہے، فقدان قیادت کا نہیں، قائد کی ہدایت پر عمل کرنے اور ساتھ چلنے کا ہے، ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ قیادت کی روح کو رواں ہونے کے لیے جسم کے سمع وطاعت کی ضرورت ہے، قیادت کا ساتھ نہ دینے والا سماج بے روح کے جسم کی طرح ہے، جسے قبرستان پہونچانے میں جلدی کیا جاتا ہے۔

فضولیات سے اجتناب

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ ان چیزوں سے پرہیز کرے اور بچے: جو فضول ہیں، مسلم سماج میں فضول کاموں کی جو بہتات ہے اس کو سامنے رکھیں تو معلوم ہوگا کہ ہم بہت سارے کام یوں ہی کرتے ہیں، چائے کی دوکانوں پر بیٹھ کر لوگوں پر غیر ضروری تبصرے فضولیات ہی میں سے ہیں، اس سے وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور غیبت کا گناہ الگ سے ملتا ہے، اسی طرح لوڈو، کیرم بورڈ اور اس قسم کے دوسرے کھیل، جن میں نہ جسمانی قوت کا حصول ہوتا ہے اور نہ ذہنی نشاط کا سامان، چغل خوری، لعن طعن برا بھلا کہنا سب فضولیات ہی کی قسمیں ہیں، مسلمانوں کو اس سے پرہیز کی تلقین کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے رحمٰن کے بندوں کی جن صفات کا قرآن میں ذکر کیا ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب جاہل مخاطب ہو اور وہ فضولیات اور غیر ضروری بحثوں میں الجھانا چاہے تو اس سے سلامتی طلب کی جائے، یعنی خود غیر ضروری کاموں میں مشغول نہ ہو اور دوسرا کوئی مشغول کرنا چاہیے تو سلامتی کے ساتھ بچ نکلے، ایک دوسری آیت میں فرمایا کہ جاہلوں سے اعراض کیا جائے اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی جھگڑا مسلط ہوجائے تو اللہ کی پناہ چاہی جائے، اس قسم کی بہت ساری آیات واحادیث ہیں، جن میں فضول کاموں سے بچنے کی بات کہی گئی ہے، آج کے دور میں موبائل بھی فضولیات میں مشغولیت کا ایک بڑا ذریعہ بن گیا ہے، سوشل سائٹس کے استعمال کی عام اجازت نے ہرکس وناکس کے لیے ممکن بنا دیا ہے کہ وہ جو چاہے لکھے اور کسی کو بھیج دے، پھر اس پر تبصروں کا بازار گرم ہوتا ہے، جس میں نہ تو حفظ مراتب کا خیال ملحوظ ہوتا ہے اور نہ ہی صحیح بات لکھنے کا، جس کے جو من میں آیا لکھ کر ماحول کو گرم کر دیتا ہے، اس لیے ہمیں لایعنی اور فضول کاموں سے آخری حد تک اجتناب کرنا چاہیے۔ ہمیں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جو شرعی، سماجی اور قانونی طور پر غلط ہے، ملک میں امن وامان کی فضا قائم کرنے اور برقرار رکھنے میں ہمیں اپنی حصہ داری نبھانی چاہیے۔

ہماری ذمہ داریاں

مسلمان ایک داعی قوم ہے اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دور لوگوں تک اللہ کا پیغام پہونچائے۔ انہیں بتائے کہ زندگی گذارنے کا وہی طریقہ مکمل ہے جو اللہ کے رسول نے ہمیں بتایا ہے، دنیا کے تمام مسائل ومشکلات کا حل اسلام میں موجود ہے، ظاہر ہے دعوت کے اس کام کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے دل میں مدعو قوم کے لیے محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجزن ہو، ہم ان سے نفرت نہ کریں اس لیے کہ کفر مرض ہے، وہ قابل نفرت ہے، لیکن مریض قابل نفرت نہیں ہوتا، ایک اچھے ڈاکٹر کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ مریض سے نفرت نہ کرے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدعو قوم سے اس قدر محبت کرتے تھے انہیں ایمانی راستے پر لانے کے لیے اتنا کڑھتے رہتے تھے۔ قلب مبارک میں ایسی درد وکسک تھی کہ قرآن نے اس کا نقشہ کھینچتے وقت کہا کہ کیا آپ اپنے کو ہلاک کر ڈالیں گے اگر وہ قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے داعی کے دل میں جب ایسی تڑپ مدعو کے بارے میں پیدا ہوتی ہے تو دعوت کا کام آگے بڑھتا ہے، ہندوستان میں دعوت دین کے بڑے مواقع ہیں، تکثیری سماج کے ظلم وستم سے پریشان دلتوں، ہریجنوں اور کمزور طبقات بلکہ یہاں کی اکثریت کو اس پیغام ربانی کی ضرورت ہے، جو انسانی مسائل کے حل کی اس دنیا میں اول وآخر شکل ہے، مدعو اقوام وملل سے ہماری دوری دعوت کے اس امکانات کو ختم کر رہی ہے، دوریاں بڑھ رہی ہیں، مجھے خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ مٹھی بھر لوگ ہندوستان میں ایسے ہیں جو نفرت کی فصل کاٹنے پر یقین رکھتے ہیں، وہ یہاں کی تہذیب وثقافت اور گنگا جمنی تہذیب کو ختم کرنے کے درپے ہیں اور دن بدن ان کے اثرات بڑھ رہے ہیں، ان کے بڑھتے اثرات کو روکنا وقت کی ضرورت ہے، اس کی اہمیت یہاں کے دستور وقوانین کے تحفظ کے نقطۂ نظر سے بھی ہے، ہندوستان کی بڑی آبادی اس کام میں ہمارا ساتھ دے سکتی ہے، شرط ہے کہ ہم ان رشتوں کو جانیں پہچانیں اور عملی طور پر اس کو برتیں، بھائی چارے اور امت دعوت کے رشتہ کو دوسرے سارے رشتوں کی طرح پائیدار بنائیں، ہمیں اس کے لیے اپنی جد وجہد تیز کرنی چاہیے۔

بدزبانی

ہمارے سیاسی قائدین جو کبھی نوجوانوں کے لیے رول ماڈل ہوا کرتے تھے اور جن کو دیکھ کر ملک سے محبت اور اس پر قربان ہونے کا جذبہ فروغ پاتا تھا، برسوں پہلے تاریخ کا حصہ بن گیے ہیں، اب سیاست نام ہے خود غرضی، مفاد پرستی، دوسروں کو بے وقوف بنا کر اپنا الو سیدھا کرنے کا، اس الو سیدھا کرانے کے چکر میں فتنہ وفساد کی آگ گرم کرنے اور قتل وغارت گری سے بھی پرہیز نہیں ہوتا، پہلے فساد کرایا جاتا ہے، بستیاں اجاڑی جاتی ہیں اور پھر وہی نیتا دلاسہ دینے، معاوضہ دلانے اور ہمدردی کے چند بول بول کر عوام میں مقبول ہوجاتا ہے اور رائے دہندگان کا ووٹ بٹور لیتا ہے، ایسا برسوں سے ہوتا آیا ہے اور ہو رہا ہے، مستقبل قریب میں سیاست کے صحیح سمت میں جانے کی کوئی توقع فضول ہے اور اسے دیوانے کا خواب سمجھنا چاہیے۔

اس ساری برائی کے باوجود سیاسی میدان میں ایک دوسرے کے طریقہ کار پر تنقید کرنے کا ایک اسلوب ہوتا تھا، معیار ہوتا تھا، ایک دوسرے کو نیچا دکھائے بغیر رائے دہندگان کو لبھایا نہیں جا سکتا تھا، اس لیے تنقید کی جاتی تھی، یہ تنقید اپنے انتخابی منشور اور مینی فیسٹو کے حوالہ سے کرنے کا مزاج ماضی قریب تک تھا، اصل توجہ مُدّوں پر ہوا کرتی تھی اور انتخابی تقریریں اسی حوالے سے کی جاتی تھیں۔ لیکن اب یہ طریقہ باقی نہیں رہا، ہرزہ گوئی، بدگوئی اور دوسروں پر لعن طعن کرنا، ذاتیات تک کو تقریر میں گھسیٹنا عام سی بات ہوگئی ہے۔ ہرزہ گوئی اور بدگوئی کے درمیان ریاست کی ترقی کے منصوبے پس پشت چلے گیے ہیں، ہر پارٹی ایک دوسرے کو گالیاں دینے میں لگی ہوئی ہے، گالیاں ماں بہن کی ہی نہیں ہوتیں، ہمارے سیاسی قائدین جو کچھ کہہ رہے ہیں، یہ بھی گالی ہی ہے، جس میں تہذیب کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا گیا ہے۔

زرعی بل

شور وہنگامے، اراکین کی برطرفی کے ساتھ زرعی بل صوتی ووٹ سے راجیہ سبھا سے پاس ہوگیا، لوک سبھا سے یہ پہلے ہی پاس ہو چکا تھا، حزب اختلاف کی ساری مخالفتیں دھری رہ گئیں، مائیک توڑنے اور ہنگامہ کی نئی تاریخ بھی رقم ہوگئی، حکمراں جماعت نے کچھ تو اپنی تعداد اور کچھ حکمت عملی سے کام لے کر اپنی منشا پوری کرلی، اس بل کو پاس کرانے میں حکومت نے ایوان کے ضابطے اور اصولوں کا بھی خیال نہیں رکھا، یہ پہلا موقع ہے جب کسانوں سے متعلق تین زرعی بل کو بغیر کسی بحث اور سوال کے حکومت نے پاس کروالیا۔

حکومت کا کہنا ہے کہ زرعی بل سے کروڑوں کسان خود کفیل ہوں گے اور زرعی شعبوں میں بنیادی تبدیلی آئے گی، جب کہ کسان اس قانون کے خلاف سڑکوں پر آگیے ہیں اور وہ اس قانون کو کسانوں کے مفاد کے خلاف سمجھتے ہیں، حالیہ زرعی قانون ایک ملک ایک بازار کی بات پر زور دیتا ہے اور کسانوں کو اپنی پیداوار ملک کے کسی بھی حصہ میں فروخت کرنے کی سہولت فراہم کرتا ہے، ظاہر ہے جب علاقہ کے مارکیٹ کے علاوہ دوسری جگہوں تک کسان اپنی پیداوار لے جائیں گے تو انہیں ٹرانسپورٹنگ خرچ کا سامنا کرنا پڑے گا، پھر کارپوریٹ گھرانوں کا مارکیٹ پر قبضہ ہوگا اور وہ کسانوں کی فصل اونے پونے داموں خرید لیں گے، اس صورت حال سے کسانوں کے استحصال کا نیا دروازہ کھلے گا، یہ بڑے تاجر گھرانے طلب ورسد (ڈیمانڈ اور سپلائی) میں مصنوعی عدم توازن پیدا کر کے قیمت میں اتار چڑھاؤ کا کھیل کھیلتے رہیں گے اور ظاہر ہے غریب کسان اس صورت حال کا مقابلہ نہیں کر سکے گا اور ان سے خرید لی گئی چیزیں صارفین تک مہنگے قیمت میں پہونچے گی، اس سے مہنگائی میں مزید اضافہ ہوگا، اس قانون پر عمل درآمد سے بھارت فوڈ کارپوریشن کی خریداری کا عمل بھی متاثر ہوگا اور پہلے کی طرح سرکاری خریداری نہیں ہو سکے گی، ابھی حکومت یہ کہہ رہی ہے، ام ایس پی کا نظام جاری رہے گا اور سرکار پہلے کی طرح ہی خریداری کرے گی، لیکن یہ سب بہلاوا ہے اور یہ پیش خیمہ ہے دوسرے شعبوں کے نجی کرن کی طرح زراعت کے شعبہ کو بھی بڑے تاجر گھرانوں کے حوالہ کرنے کا، اسی لیے حزب اختلاف کے ساتھ تین سو کسان یونین اور حکومت کی حلیف جماعت شرومنی اکالی دل بھی اس کی مخالفت پر اتر گئی ہے۔

یہ بات ذہن مین رہنی چاہیے کہ انگریزوں کے دور میں چھوٹا ناگپور کاشت کاری قانون اور سنتھال پرگنہ کاشتکاری قانون کے ذریعہ کسانوں کے مفاد کی حفاظت کی گئی تھی آزادی کے بعد سوامی ناتھن کمیشن کی سفارشات بھی کسانوں کے مفاد میں تھیں، لیکن حکومت نے اسے نافذ نہیں کیا اور کسانوں کی حالت اس قدر خستہ ہوگئی کہ وہ خودکشی پر مجبور ہونے لگے۔

حالیہ قانون کے جو اثرات مرتب ہوں گے اس سے کم از کم زرعی پیداوار مارکیٹنگ کمیٹی (اے پی ام سی) کا خاتمہ ہوجائے گا اور کسان کم از کم امدادی قیمت (ام اس پی) سے بھی محروم ہوجائیں گے، کیوں کہ اس قانون میں اس کی کوئی ضمانت نہیں دی گئی ہے اور ان حالات کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ کسان صنعت کاروں کے غلام بن کر رہ جائیں گے۔

یادوں کے چراغ　:مولانا رضوان احمد ندوی

آہ! مولانا ڈاکٹر عبدالقادر شمس: میرا یار مجھ سے بچھڑ گیا

نوجوان عالم دین، روزنامہ راشٹریہ سہارا دہلی کے کالم نویس، ادیب وصحافی اور ہمارے دیرینہ مخلص رفیق، برادر محترم مولانا ڈاکٹر عبدالقادر شمس قاسمی ۲۵/اگست کو دہلی کے مجیدیہ اسپتال میں علاج کے دوران رحلت کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ گزشتہ کئی دنوں سے کرونا وائرس سے نبرد آزما تھے ممکن حد تک دوا وعلاج جاری تھا، واٹس اپ پر علالت کی خبریں ملتی رہیں، میں نے فون پر تسلی کے چند کلمات بھی کہے، مگر موت کو کوئی نہ کوئی بہانہ چاہیے، وہ جانبر نہ ہوسکے اور رب کائنات سے جاملے۔

مولانا موضع ڈوبا ضلع ارریہ (بہار) کے باشندہ تھے، ۱۹۷۲ء میں پیدا ہوئے، ۱۹۸۹ء میں دارالعلوم دیوبند سے فضیلت کی سند حاصل کی، طالب علمی کے زمانے ہی سے وہ اپنی ذہانت اور علمی وادبی شغف کی بدولت ممتاز ترین طلبہ میں شمار ہونے لگے، پھر قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کے سایہ شفقت میں اپنی تحریری وتحریکی سرگرمیوں کا آغاز کیا اور اپنی صلاحیت و صالحیت سے بہت جلد ترقی کی منزلیں طے کیں، پٹنہ میں ملی کارواں کے نام سے ایک ماہنامہ مجلّہ نکالنا شروع کیا جس سے ان کی علمی وادبی حلقوں میں ایک شناخت بن گئی، قاضی صاحب نے اپنی فراست سے پہچان لیا کہ اس نوجوان عالم سے ملت کا بڑا کام لیا جاسکتا ہے، اس لیے انہوں نے آل انڈیا ملی کونسل کے ترجمان ملی اتحاد کی ادارت سنبھالنے کی ذمہ داری سونپی، جس میں وہ سب ایڈیٹر کی حیثیت سے مولانا محمد اسرارالحق قاسمیؒ کی معاونت کرتے رہے، اسی درمیان وہ جامعہ ملیہ اسلامیہ سے پی جی اور islamic studies میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی حاصل کرلی، ساتھ ہی ساتھ صحافت کا کورس بھی مکمل کرلیا، اس کے بعد راشٹریہ سہارا اور عالمی سہارا سے وابستہ ہوگئے، جس میں انہوں نے بین الاقوامی مسائل اور ملکی حالات پر خوب لکھا اور جم کر لکھا، انداز بیاں سلجھا ہوا ہوتا، ایسا محسوس ہوتا کہ ان کا قلم پھول برسا رہا ہے، میں نے ان کے متعدد سیاسی وسماجی مضامین امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے ترجمان ہفتہ وار نقیب میں چھاپے جن کو ارباب فضل وکمال نے پسند کیا، ان کی نگارشات صحافتی برادری میں ایک الگ پہچان بن گئی تھی، میرا ان سے ۱۹۹۳ء سے تعلق تھا جب وہ پٹنہ میں قیام پذیر تھے تو دن میں دو چار مرتبہ ضرور ملاقات ہو جاتی، ان کو امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ سے قلبی مناسبت تھی، یہاں کے بزرگوں کے سایہ عاطفت سے بھرپور استفادہ کرتے اور اس مقصد کے لئے اکثر دفتر امارت شرعیہ آیا کرتے تھے، پھر جب وہ دہلی چلے گئے تو بھی امارت شرعیہ سے راہ ورسم کو برقرار رکھا، جب کبھی بہار کا سفر ہوتا تو امارت شرعیہ میں اپنی حاضری کو سعادت سمجھتے تھے، اس طرح امارت شرعیہ کی نسبت سے اس حقیر سے بھی راہ رسم کی ڈور اور بھی مضبوط ہوگئی، جب کبھی دہلی جانا ہوتا تو ہم لوگوں کی مجلسیں سجتیں، سیاسی تبصرے اور تجزیے بھی ہوتے، خوش گپیاں بھی ہوتیں، پر تکلف دعوت بھی دیتے پھر دعائیہ کلمات کے ساتھ مجلس برخاست ہو جاتی، ان میں چند خوبیاں ایسی تھیں جن سے کوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ان میں پہلی خوبی یہ تھی کہ انھیں بیشتر اکابر علما ومشائخ سے عقیدت مندانہ تعلق تھا وہ بزرگوں کی مجلسوں میں نیاز مندانہ طریقے سے حاضر ہوتے اور ان کے اقوال کو صحیفۂ قلب پر ثبت کرتے اور اس کی روشنی میں زندگی کی راہیں طے کرتے، دوسری بڑی خوبی یہ تھی کہ ان کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رقص کرتی، لوگ جانتے ہیں کہ وہ غم واندوہ کے انگنت مراحل سے گزرے، حادثات سے دوچار ہوئے، مگر اللہ کے اس بندے نے ان حادثات کو کبھی منزل کی رکاوٹ نہیں سمجھا، عزیمت واستقامت کے ساتھ رواں دواں رہے اور اپنی سرگرمیوں میں ہمہ تن مشغول رہے، وسائل و ذرائع کی پروا کیے بغیر کبھی خدمت خلق کے لئے سرگرداں رہتے، تو کبھی تعلیمی ادارہ قائم کرنے کی فکر کرتے اور کبھی قوم وملت کی فلاح کے لیے اسپتال بنواتے نظر آتے، اس راہ کی مشکلات کو خندہ روئی سے برداشت کرتے رہے، پیچھے مڑ کر نہ دیکھتے تھے اور نہ حوصلہ شکن ہوتے تھے۔ منزل ان کی متعین تھی اور مقصد بھی واضح تھا۔ وہ ایک فیاض انسان بھی تھے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ۱۹۹۷ء کا سال تھا اور رمضان کا مبارک مہینہ تھا، تراویح کی نماز سے فراغت کے بعد میں سحری کے لئے دودھ کی تلاش میں نکلا کہ اچانک مولانا عبدالقادر شمس کو پھلواری شریف کے ٹم ٹم پڑاؤ پر گشت کرتے ہوئے دیکھا، وہ بے ساختہ مجھ سے لپٹ گئے اور کہا کہ یار میں تم کو ڈھونڈنے نکلا تھا، اللہ نے بروقت ملاقات کروادی پھر میری کلائی کو تھامتے ہوئے کہا چلو مٹھائیاں کھاتے ہیں، پھر ہم لوگوں نے شکم سیر ہوکر مٹھائیاں کھائیں، اس طرح وہ دوستوں اور عزیزوں پر خرچ کرکے خوشی محسوس کرتے تھے، وہ کشادہ دست، کشادہ دل تھے اور قناعت پسند بھی، مالدار بننے اور روپیہ پیسہ جوڑنے کی انہیں ہوس نہیں تھی، وہ سرکاری اعزاز وایوارڈ سے بھی نوازے گئے، مگر ان کی صحت پر اس کا کوئی اثر نہیں تھا، بس یہ چاہتے تھے کہ اوسط درجہ کی شریفانہ زندگی بسر ہو جائے، ان کے مزاج میں سادگی کے ساتھ وضعداری بھی تھی، جس سے جیسے تعلقات قائم ہو جاتے انہیں نبھاتے اور برقرار رکھنے کی کوشش کرتے، ایسے مخلص بلند حوصلہ نوجوان نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہوتے جارہے ہیں، اللہ ان کی مغفرت فرمائے، یقین مانیے کہ ان کی جدائی سے دل ملول ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی ان کے نیک اعمال کو شرف قبولیت بخشے اور قبر سے لیکر یوم آخرت تک کی ہر منزل کو ان کے لیے آسان فرمادے اور اہل خانہ کو صبر وثبات کی توفیق بخشے، میں ان کے برادر عزیز مولانا عبدالواحد رحمانی کے غم میں برابر کا شریک ہوں اور ان کے لئے بھی دعا کرتا ہوں۔ ربنا **تقبل منا انک انت السمیع العلیم!**

کتابوں کی دنیا　:مولانا رضوان احمد ندوی　(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

بہار کے پہلے وزیر اعلیٰ، شری کرشن سنہا - سیاسی اور سماجی خدمات

بہار کے پہلے وزیر اعلیٰ شری کرشن سنہا (۱۸۸۷-۱۹۶۱) کی شخصیت قومی وملی خدمات اور سیرت واخلاق کی بلندی کی وجہ سے نہایت دلآویز ودلکش تھی، وہ مفکر ومدبر کے علاوہ ایک وسیع النظر سیاست داں تھے، جب ۱۹۳۷ء میں بہار کے اندر کانگریس کی پہلی وزارت قائم ہوئی تو آپ وزیر اعلیٰ بنائے گئے، اس کے بعد زندگی میں سیاسی اتار چڑھاؤ آتا رہا، جب آزاد ہندوستان میں پہلی مرتبہ عام انتخابات ہوئے تو ۱۹۵۲ء میں بہار کے پہلے وزیر اعلیٰ بنائے گئے، جہاں وہ پندر سال تک اس منصب پر فائز رہے، انہوں نے اپنے عہد وزارت میں کئی اہم انقلابی اقدامات کئے، صنعت وحرفت کے مراکز قائم کئے، بنیادی تعلیم کے مواقع فراہم کئے، اس طرح انہوں نے اپنے ترقی پسندانہ نظریات سے بہت سی اصلاحات کیں، ان کے اندر بڑی قوت عمل تھی، ہر کام کو منصوبہ بندی کے ساتھ انجام دیتے تھے، اس کے لئے اپنی صلاحیت اور طاقت سب کچھ لگا دیتے تھے، کرشن سنہا جی کی پیدائش ۱۸۸۷ء میں گیا ضلع کے کھانڈا نامی گاؤں میں ہوئی، ، ابتدائی وثانوی تعلیم مونگیر میں پائی، کلکتہ یونیورسیٹی سے میٹریکولیشن میں امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کی، عرصہ تک پٹنہ میں بھی تعلیم سے جڑے رہے، وہ تحریکی ذہن کے انسان تھے، اس لئے بہاری چھاتر سمیلین تحریک سے وابستہ ہوگئے، اسی زمانے میں ملک کے نامور سیاسی قائدین سے تعلقات استوار ہوئے اور تحریک آزادی کے کارواں میں شامل ہوگئے، انہوں نے انگریزوں کے خلاف عوامی مہم چلائی جس کی پاداش میں حوالات میں بند کردیئے گئے، پھر وہ کئی سال کے بعد رہا ہوئے، سنہا جی سماجی خدمات میں بھی پیش پیش رہتے، مونگیر کے تباہ کن زلزلہ میں امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ کے دوش بدوش بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور پریشان حال لوگوں کی راحت رسانی کی، انہیں خانقاہ رحمانی سے بے پناہ عقیدت ومحبت تھی، جب انگریز حکومت نے ان کے خلاف گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا تو انہوں نے اسی خانقاہ میں پناہ لی، اس زمانے میں بھی خانقاہ رحمانی کا رعب ودبدبہ انگریز افسروں پر طاری رہتا تھا، جب کوئی انگریز افسر گرفتار کرنے آتا تو یہاں کے بزرگوں کی ہیبت سے گھبرا جاتا تھا، وہ کئی بار آیا اور خالی ہاتھ واپس ہوگیا، ایسے وسیع القلب سیاست داں اور قدر شناس دانشور کو لوگ بھلاتے جارہے تھے، اللہ جزائے خیر دے، ہمارے مخدوم امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کو، جنہوں نے سنہا جی کے کارناموں کو زندہ اور تازہ کرنے کے لئے ۲/دسمبر ۲۰۱۸ء کو ملکی سطح پر مونگیر میں سمینار منعقد کرایا، اس سمینار میں ملک بھر کے ممتاز مورخین اور نامور ماہرین تعلیم نے شرکت کی اور اپنے قیمتی مقالات پیش کئے، جس کو فروغ ادب رحمانی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام کتابی صورت میں شائع کرایا گیا، زیر نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک مفید اور بڑی پر اثر کڑی ہے، لائق مرتب جناب ظفر عبد الرؤف صاحب رحمانی جنرل سکریٹری رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر اور جناب پروفیسر صفدر امام قادری ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بڑی محنت وجانفشانی سے سارے مقالات کو ایڈٹ کرکے طبع کرایا، کتاب کے آغاز میں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ کے گرانقدر تاثرات ہیں، جس میں انہوں نے فرمایا کہ خانقاہ رحمانی اور شہر مونگیر سے ان کے تعلق خاص کی وجہ سے یہ بے حد موزوں تھا کہ ان کی خدمات کا بہ نظر توجہ جائزہ لیا جائے، وہ بہار کے پہلے وزیر اعلیٰ ہیں، بات صرف یہیں ختم نہیں ہوتی، انہیں آزاد ہندوستان میں عوام نے صوبہ بہار کی تشکیل جدید کی ذمہ داری دی تھی، جسے انہوں نے بہ حسن وخوبی انجام تک پہونچایا، ممنون قوم کو اپنے اسلاف کو بہر طور یاد رکھنا چاہئے (صفحہ۱۲) اس کے بعد مرتب کرنے والے اصحاب نے احوال واقعی بیان کیا، پھر مقالات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، پہلا مقالہ رام دھاری سنگھ دنکر کا ہے، جس کا ترجمہ افشاں بانو کے قلم سے ہے، اس مقالہ میں سنہا جی کی شخصیت کی چند جھلکیاں دکھلائی گئی ہیں، دوسرا مقالہ کرشنا شاہی کے قلم سے ہے جس میں انہوں نے اپنے مخلصانہ روابط کا اظہار کیا ہے، اس کے بعد کے مقالہ نگاروں نے سنہا جی کی ہمہ جہت قومی وملی اور سماجی خدمات پر بڑے شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے جس سے ان کے تدبر، سیاسی بصیرت اور ملک وقوم کے لئے خلوص ومحبت کے جذبے کا اندازہ ہوتا ہے، ساتھ ہی اس دور کے بعض سیاسی وسماجی مسائل وحالات سے بھی واقفیت ہوتی ہے، خاص کر جناب پروفیسر ظفر حبیب، مولوی محمد یوسف، ڈاکٹر شبیر حسن، ڈاکٹر ابوسفیان، ڈاکٹر جاوید حسن کی نگارشات میں بہت سے مفید علمی مباحث سامنے آگئے ہیں، اس لحاظ سے یہ کتاب معلومات افزا ہے جس کے لئے لائق مرتب داد وتحسین کے لائق ہیں، ۲۷۲/صفحات پر مشتمل اس کتاب میں ۱۰۴/صفحات اردو مقالات کے لئے مختص ہیں جبکہ ۱۶۸/صفحات پر ہندی اور انگریزی مقالات ہیں، بلاشبہ اپنے موضوع پر یہ مجموعہ مقالات قدر کے قابل ہے، کمپوزنگ وطباعت کا معیار بھی بہت بلند ہے، کتاب کا حسن ظاہر بھی لائق تعریف ہے، ضرورت منداصحاب فکر ونظر ۲۰۰ روپے بھیج کر فروغ ادب رحمانی فاؤنڈیشن بیلن بازار مونگیر سے طلب کرسکتے ہیں۔

نئ تعلیمی پالیسی - ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

مولانا شمیم اکرم رحمانی

قوموں اورملکوں کی تعمیر وترقی میں تعلیم کی اہمیت سے انکار کی گنجائش نہیں ہے، تاہم وقت کے تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کرتعلیم سے بھی خاطرخواہ فوائد حاصل نہیں کئے جاسکتے ہیں، اسی لئے ارباب نظرحسب ضرورت نصاب تعلیم کے بدلنے کی وکالت کرتے ہیں اور دنیا میں ہرجگہ حسب ضرورت نصاب تعلیم میں جزوی یا کلی تبدیلی ہوتی رہتی ہے، وطن عزیز میں بھی نئ قومی تعلیمی پالیسی کی ترتیب منظرعام پر آچکی ہے جسے قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء (National Education Policy 2020) کا نام دیا گیا ہے، اس نئ قومی تعلیمی پالیسی کو مورخہ ۲۹/ جولائی ۲۰۲۰ء کومرکزی کابینہ کی منظوری ملی ہے۔

آزاد بھارت کی تاریخ میں یہ تیسری قومی تعلیمی پالیسی ہے، اس سے قبل ۱۹۶۸ء میں اور پھر ۱۹۸۶ء میں بالترتیب دو قومی تعلیمی پالیسیاں آچکی ہیں جبکہ ۱۹۹۲ء میں ۱۹۸۶ء والی پالیسی میں ترمیم بھی ہوچکی ہے، مودی حکومت کی جانب سے پیش کردہ نئ تعلیمی پالیسی جو یہاں زیر بحث ہے، بی جے پی کے انتخابی منشور کا حصہ تھی جس پر شروع سے ہی سوالات اٹھتے رہے ہیں اوراس کی بنیادی وجہ حکومت کی وہ نیت ہے جومخصوص طبقے کے خلاف تمام تر پالیسیوں میں کارفرما رہی ہے، لیکن مرکزی کابینہ نے جس طرح آناً فاناً میں قومی تعلیمی پالیسی کومنظوری دی ہے اس کے نتیجے میں مزید شبہات پیدا ہونے لگے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مرکزی کابینہ کی منظوری کے بعد پالیسی کے حوالے سے بحث و تمحیص کا بازار مزید گرم ہوچکا ہے، ایک طبقہ پالیسی کی مکمل حمایت کررہا ہے جبکہ دوسرا طبقہ مکمل مخالفت پرآمادہ ہے، لیکن ایک تیسرا اورآخری طبقہ بھی ہے جو سیدھی سیدھی حمایت یا مخالفت کے بجائے کچھ مطالبات سامنے رکھ رہا ہے، اس ہمہ ہمی میں بحیثیت ہندوستانی شہری اور بحیثیت ہندوستانی مسلمان میں نے ڈرافٹ کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کی تاکہ کوئی رائے قائم کرنے میں آسانی ہو، مجھے دوران مطالعہ اس بات کا واضح طور پر احساس ہوا کہ نئ تعلیمی پالیسی میں بہت وسیع تبدیلیاں ہوئی ہیں جن کے سماج پر بڑے گہرے اثرات مرتب ہوں گے، پالیسی کے مسودے کی زبان اورانداز گفتگو چونکہ مثبت اور بظاہر حوصلہ بخش ہے، اسلئے سرسری مطالعے سے پالیسی کی باریکیوں کو سمجھنا نہ صرف مشکل ہے بلکہ دھوکہ کھانے کا قوی امکان ہے غالباً اسی وجہ سے بہت سے لوگ دھوکے کھا بھی چکے ہیں، لیکن غالب کی زبان میں پالیسی کے حوالے سے کچھ گفتگو کی جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

قومی تعلیمی پالیسی کے ابتدائیے میں بھارت کی تعلیمی پالیسی کی تاریخ پر گفتگو کی گئی ہے اور معیاری تعلیم کے ساتھ ساتھ تعلیم کے میدان میں ریسرچ پر خصوصی توجہ مرکوز کی گئی ہے اور ملک کو نالج سپر پاور/ وشوگورو بنانے کے ارادے کا مضبوطی سے اظہار بھی کیا گیا ہے، لیکن جو بنیادی اصول طے کیے گئے ہیں وہ سپر پاور بنانے کے بجائے ملک کو مخصوص رنگ میں رنگنے والے ہیں مجھے اس بات کا مکمل اعتراف ہے کہ مثبت اور قابل عمل چیزوں کو بھی پالیسی میں جگہ دی گئی بلکہ ڈرافٹ کے زیادہ تر حصے بظاہر مثبت گفتگو پر ہی مشتمل ہیں لیکن ان کی حیثیت ایسے جزئیات کی سی ہے جنہیں خوشنما الفاظ کے لباس میں اہل وطن کے سامنے پیش کردیا گیا ہو، خواہ سب کے لیے تعلیم کی بات ہو، اساتذہ کی تقرری میں شفافیت برتنے کی بات ہو، تعلیم بالغاں کی بات ہو، ہندوستانی زبانوں کی ترویج واشاعت کی بات ہو، مادری زبانوں میں پرائمری ایجوکیشن کی بات ہو، محروم طبقات کے لیے تعلیمی زون کی تشکیل کی بات ہو یا مجموعی گھریلو مصنوعات کا ٦ رفیصد تعلیم پر خرچ کرنے کے عزم کا اظہار ہو، چونکہ اصل الاصول ہی مخصوص ذہنیت کے تحت تیار کیے گئے ہیں اسلئے پالیسی سے مثبت نتائج کی توقع نہیں رکھی جاسکتی ہے، چنانچہ ابتدائیے میں ہی اس بات کی وضاحت بھی موجود ہے کہ ”ہندوستان کی قدیم اور سناتنی علوم اور افکار کی روشنی میں یہ پالیسی تیار کی گئی ہے“ جو اس نتیجے پر پہونچاتی ہے کہ پالیسی کے نفاذ کے بعد تیار ہونے والی نسلیں فکری طور پر ایسی ذہنیت کی حامل ہونگی جن کا تعلق ۱۹۴۷ء کے بعد پیدا ہونے والی نسلوں کی ذہنیت کے یکسر ہی منافی ہوگا اور جدید ذرائع کے اپنانے کے باوجود قدیم ترین ذہنیت بلکہ برہمنی دور کی ذہنیت کو پروان چڑھنے کا موقع ملے گا، جس کی وجہ سے ایک طرف جہاں طبقاتی نظام کو مضبوطی فراہم ہوگی وہیں دوسری طرف سماج کے پچھڑے طبقات اور اقلیتیں مرکزی دھارے سے باہر ہوجائیں گی یا لاشعوری طور پر وہ اپنی شناخت مکمل ختم کرنے پر مجبور ہوجائیں گی، سنسکرت کو دیگر تمام کلاسیکی زبانوں پر فوقیت دینے کی پشت پر بھی یہی ذہنیت کارفرما ہے جو جدید بھارت میں رہنے والے لوگوں کے لیے کسی طرح فال نیک نہیں ہوسکتے۔

واضح رہے کہ نئ تعلیمی پالیسی کا مسودہ اسرو کے سابق سربراہ کے کستوری رنگن کی زیرنگرانی تیار ہوا ہے اور مسودے کی ترتیب وتدوین میں راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کا نہ صرف رول رہا ہے بلکہ مسودہ کمیٹی میں آرایس ایس سے وابستہ متعدد افراد شامل رہے ہیں، موصولہ اطلاعات کے مطابق پالیسی میں سنگھ کے زیادہ تر مطالبات قبول کرلئے گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ مرکزی کابینہ کی منظوری کے بعد آرایس ایس سے جڑی متعدد تنظیموں نے نئ قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء کا صمیم قلب سے استقبال کیا ہے۔

وزیراعظم مودی نئ تعلیمی پالیسی کو زمین پر اتارنے کے لیے بظاہر مکمل سنجیدہ ہیں اور وقفے وقفے سے پالیسی کی حمایت میں گفتگو بھی کررہے ہیں، ان کے مطابق یہ نئ تعلیمی پالیسی صرف مرکزی حکومت کا ایک اقدام نہیں بلکہ پورے ملک کی پالیسی ہے، لیکن سچائی یہ ہے کہ پالیسی برہمن ازم کو تقویت فراہم کرنے کی سرکاری کوشش کے علاوہ اور کچھ نہیں، میری گفتگو سے ہر شخص کو اختلاف کرنے کا حق ہے لیکن بنیادی سوالات کو نظرانداز کرنے کا حق کسی کو نہیں ہے۔

آخر پوری پالیسی میں اقلیتوں کے ذکر سے احتراز برتنے کی کوشش کیوں کی گئی ہے؟

پارلیمنٹ میں بحث ومباحثہ کے بغیر پالیسی کو منظرعام پر لانے کا کیا مطلب ہے؟ قدیم مذہبی رسوم ورواج مثلاً منتر ودیا، پوجا کے پرشاد تیار کرنے کا ہنر اور یوگا جیسی مزید متعدد خالص ہندوانہ رسوم کو تعلیمی اداروں کے نصاب کا حصہ بنانے پر زور دینے کی کیا وجہ ہے؟

ملک کی آزادی کے بعد جب آئین ہند کی تدوین عمل میں آئی تو جدید بھارت کی تشکیل ہوئی جس کی بنیاد سیکولرازم پر رکھی گئی جہاں ہر مذہب کے امتیازات اور تشخصات قبول کئے گئے، اب سیکولرازم کے بنیادی ڈھانچوں کو گرانے کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے؟ کیا سیکولرازم کے بنیادی ڈھانچوں کو تبدیل کرنا دراصل مجاہدین آزادی کے خوابوں پر شب خون مارنے کی تیاری نہیں ہے؟ ان سوالات کے علاوہ بھی بہت سے سوالات ہیں جو نئ قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء پر اٹھائے جاسکتے ہیں۔

افسوس ہے کہ پوری پالیسی میں قدیم ہندوستان کے نظام تعلیم اور اس دور کے پانچ تعلیمی اداروں کا تذکرہ کیا گیا ہے لیکن قرون وسطیٰ کی تعلیمی سرگرمیوں کو یکسر ہی نظرانداز کردیا گیا ہے، جبکہ اس دور میں بھی تعلیم کے میدان میں اچھے خاصے کام ہوئے ہیں، وطن عزیز میں مدارس کی خدمات سے کون ناواقف ہوگا، مدارس کی خدمات ایک نوشتہ دیوار ہے جسے ہرکوئی پڑھ سکتا ہے، لیکن پالیسی میں مدارس کو تذکرے کے لائق تک نہیں سمجھا گیا ہے بلکہ دفعہ ۲۹/۳۰/۳۱ کے تحت چلنے والے اقلیتی اداروں پر پراسرار خاموشی اختیار کی گئی ہے، جس سے سینکڑوں خدشات جنم لیتے ہیں یہ بات بھی کم قابل توجہ نہیں ہے کہ پوری پالیسی میں لے دے کر ایک جگہ محض ڈیڑھ سطر میں اقلیتوں کی تعلیم کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ بھی اس انداز سے کہ بعد میں حسب خواہش بسہولت اس کی تاویل کی جاسکے، پالیسی میں دستور ہند سیکولرازم، جمہوری اقدار اور جمہوریت کا تذکرہ برائے نام ہی کیا گیا ہے، زیادہ تر مقامات پر بھارتی کلچر اور بھارتی تہذیب اور بھارتی علوم کا ذکر کیا گیا ہے جو ابہامات سے خالی نہیں ہیں۔

ان سب کے علاوہ پالیسی میں ابتدائی تعلیم مادری زبان میں دینے کے ساتھ ساتھ ہندوستانی زبانوں کو اہمیت دینے پر زور صرف کیا گیا ہے، لیکن مادری زبانوں کی فہرست میں اردو کو جگہ نہیں دی گئی ہے، یعنی وہ آٹھ زبانیں جن میں اِی مواد تیار کی جائیں گی ان میں اردو کو شامل نہیں کیا گیا ہے، جبکہ اردو کو ابھی بھی کئی ریاستوں میں دوسری سرکاری زبان کا درجہ تک حاصل ہے، مزید یہ کہ پالیسی میں بین الاقوامی زبانوں کی اہمیت تسلیم کی گئی ہے، لیکن عربی زبان کو یکسر نظرانداز کردیا گیا ہے، جبکہ بین الاقوامی زبانوں میں نہ صرف عربی زبان کی اہمیت تسلیم شدہ ہے بلکہ عربی زبان بولنے والے ممالک میں لاکھوں کروڑوں ہندوستانی رہتے ہیں جس سے ملک کی معاشی صورتحال اور دوطرفہ تعلقات کو بہتر سمت ملتی ہے لیکن پالیسی سازوں کو ان امور سے کوئی مطلب نہیں ہے جو ملک کے لئے تشویشناک ہے، اگر صاف صاف بات کی جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ کل ملاکر نئ قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء تضادات اور ابہامات کا ایسا پلندہ ہے جس کا اولاً تو نفاذ ہی بہت مشکل ہے اور اگر نفاذ کی صورت نکل جائے تو ملک کے جمہوری نظام پر اب تک کی سب سے بڑی فکری یلغار ہے۔ لیکن چونکہ نفاذ کی شکل کا نکلنا ناممکن نہیں ہے اسی لیے کچھ سیاسی رہنماؤں نے سیاسی مفاد کے پیش نظر ہو یا ملکی مفاد کے پیش نظر درست تبصرے کیے ہیں۔

اے آئی ڈی ایم کے کے صدر ایم کے اسٹالن نے کہا ہے کہ نیا تعلیمی نظام ”پرانے جابرانہ منوسمرتی نظام پر ایک خوشنما لبادہ“ کے سوا کچھ نہیں۔ سماج وادی پارٹی کے صدر اور سابق وزیراعلیٰ اترپردیش جناب اکھلیش یادو نے کہا ہے کہ نئ تعلیمی پالیسی آرایس ایس کے نظریات کو فروغ دیتی ہے۔ کانگریس کے سینئر لیڈر ملکا ارجن کھڑگے نے کہا ہے کہ نئ تعلیمی پالیسی پیچھے کی سمت لیجانے والا دستاویز ہے جو مستقبل سےکیلیے منصوبے بنانے کے بجائے اور بچوں کو تیار کرنے کے بجائے 2000 / سال پیچھے کی طرف دیکھتا ہے اخلاقی تعلیم آئین کے اصولوں کی بنیاد پر ہونی چاہیے نہ کہ قدیم ثقافت وروایات پر مذکورہ بالا تینوں رہنماؤں کے تبصرے اگر درست ہیں جیسا کہ میرا بھی احساس ہے اور تینوں تبصروں سے قبل کی سطور میں میں نے تفصیلات بھی بیان کرنے کی کوشش کی ہے تو اتنے حساس اور اہم ترین موضوع پر عام مسلمانوں اور دوچار کے استثناء کے ساتھ عام مسلم رہنماؤں کی خاموشی بہتر مستقبل کا پیش خیمہ ہرگز نہیں ہوسکتی ہے، امارت شرعیہ بہار نے اس موضوع کی حساسیت کو ضرور سمجھا ہے اور شروع سے ہی اس موضوع پر کام بھی کیا ہے، لیکن اس پہلو پر عام ماہرین تعلیم اور سماجی و تعلیمی خدمتگاروں کو مکمل توجہ دینے کی ضرورت ہے، مبادا ایسا نہ ہو کہ وقت گذر جائے اور افسوس کرنے کے علاوہ ہم کچھ کر نہ سکیں۔

ذرا دیکھ اس کو جو کچھ ہو رہا ہے ہونے والا ہے
دھرا کیا ہے بھلا عہد کہن کی داستانوں میں
چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے
عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں
(علامہ اقبال)

دوسری طرف حکومت کی ذمہ داری ہے کہ نئ قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے مسودے پر نظر ثانی کے لیے ایک دوسری کمیٹی تشکیل دے جس میں تمام مذاہب کے سرکردہ رہنماؤں کو بھی شریک کرے اور تمام مذاہب کے بڑے رہنماؤں کو اعتماد میں لے کر بین المذاہب ہم آہنگی ورواداری کے فروغ کے لیے متوازن مواد کو قومی تعلیمی پالیسی کا حصہ بنائے جس میں نہ صرف ہر مذہب کے ماننے والوں کی خدمات کا اعتراف ہو بلکہ دستور ہند پر اور سیکولرازم کے تئیں لوگوں میں بیداری بھی آئے ورنہ ملک کی آزادی کے لئے دی گئی قربانیاں اپنی اہمیت کھودیں گی جو کسی خاص طبقے کے بجائے ملک کا مسئلہ ہے۔

مرا رونا نہیں رونا ہے یہ سارے گلستاں کا
وہ گل ہوں میں خزاں ہر گل کی ہے گویا خزاں میری
(علامہ اقبال)

روھنگیا مسلمانوں کو انصاف کب ملے گا؟

عالمِ اسلام کے سلگتے مسائل میں روہنگیا بحران شاید سب سے المناک داستان ہے، کیوں کہ یہ ایک ایسی قوم کا المیہ ہے، جو مہذب کہلانے والی اس دنیا میں کسی بھی ملکی شناخت سے محروم واحد قوم ہے۔ دنیا بھر میں ان کی آبادی تقریباً ۲۰/لاکھ ہے، جن میں ۱۳/لاکھ سے زائد صرف بنگلہ دیش میں پناہ گزیں ہیں۔ میانمار سے متصل بنگلہ دیش کے جنوب مشرقی ضلع کاکسس بازار میں پانچ مہاجر کیمپ ہیں، جہاں مٹی کے غیر مستحکم ٹیلوں، نشیبی علاقوں اور ناہموار زمینوں پر لگے خیموں میں ۱۰/لاکھ روہنگیا پناہ گزین موجود ہیں۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی مہاجر بستی ہے اور شاید انسانوں کے لیے خطرناک ترین بھی۔ اس بحران کی دردناک تاریخ کئی دہائیوں پر مشتمل ہے، لیکن اس سے کہیں زیادہ قدیم تاریخ اس بودھ ملک میں ان بے وطن مسلمانوں کی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس خطے میں اسلام کی روشنی دوسری صدی ہجری میں پہنچی تھی، کیوں کہ بصرہ اور مسقط سے روانہ ہونے والے عرب تاجروں کے جہاز چین کا رخ کرتے تو سندھ، گجرات، کوکن، مالابار، سرندیپ، معبر اور بنگال سے ہوتے ہوئے اراکان کے ساحل سے گزرتے تھے، جو روہنگیاؤں کا آبائی وطن ہے۔ مسلمان تاجر سب سے پہلے ہارون الرشید کے عہد میں ۱۷۲ھ بمطابق ۷۸۸ء میں اکیاب کی بندرگاہ پر اترے۔ ان کا جہاز ڈوب گیا تھا اور یہ تیرتے ہوئے اس ساحل پر پہنچے۔ اس دوران انہوں نے مقامی لوگوں کو مدد کے لیے پکارتے ہوئے ''الرحمۃ الرحمۃ'' کہا، جسے وہ نہیں سمجھے، لیکن پھر بھی انہوں نے ان تاجروں کی مدد کی، اس کے بعد سے وہ مسلمانوں کو ''الرحمۃ'' کے نام سے یاد رکھنے لگے، اور یہی لفظ آگے چل کر روہانگ اور پھر روہنگیا ہوگیا، جو مقامی سطح پر ہر مسلمان کے لیے بولا جانے لگا، ایک رائے یہ بھی ہے کہ روہنگ اس علاقے کا قدیم نام تھا۔ سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی میں اس خطے میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی، جو ''ریاستِ اراکان'' کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اٹھارہویں صدی میں بودھ برمی خاندان کونگ باونگ نے اس پر قبضہ کرکے اس کا خاتمہ کردیا، لیکن ۴/دہائیوں بعد ہی برطانوی سامراج نے یہ علاقہ برمی سلطنت سے چھین لیا۔ اس کے بعد اراکان سوا سو سال تک تاجِ برطانیہ کے قبضے میں رہا، یہاں تک کہ برما کو ۱۹۴۸ء میں آزادی مل گئی اور یہ خطہ ایک بار پھر بودھوں کے ہتھے چڑھ گیا۔ آزادی سے قبل اراکان کے مسلمانوں نے محمد علی جناح سے درخواست بھی کی تھی کہ وہ پاکستان سے اس کا الحاق کرائیں۔

آزادی کے چند ماہ بعد ہی اس خطے میں مارشل لا لگ گیا، جو غیر علانیہ طور پر آج بھی برقرار ہے، جب کہ روہنگیا مسلمانوں نے اسی وقت سے اپنی آزادی کے لیے مسلح جدوجہد شروع کردی۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۴ء کے دوران ان کے خلاف فوجی آپریشن کیا گیا اور مسلمانوں کی نسل کشی کا سلسلہ بھی جاری رہا، ان تمام تر ہتھکنڈوں کے باوجود مسلمان اپنی آزادی اور خودمختاری کے لیے وقتاً فوقتاً سر اٹھاتے رہے، بالآخر ۱۹۸۲ء میں برمی حکومت نے ایک شہریت قانون نافذ کرکے روہنگیاؤں کو ملکی شناخت سے محروم کردیا۔

بات اس پر ختم ہوجاتی تو شاید موجودہ المیہ جنم نہ لیتا، لیکن فوجی حکومت نے ایک اور ظالمانہ اقدام کرتے ہوئے وقفے وقفے سے روہنگیا مسلمانوں کی نسل کشی کا سلسلہ شروع کردیا، جس کا مقصد انہیں ان کی آبائی سرزمین سے نقل مکانی پر مجبور کرنا تھا۔ قتلِ عام کی اس داستان کا ہولناک ترین اور فیصلہ کن مرحلہ اگست ۲۰۱۷ء میں شروع ہوا، جس کے نتیجے میں اقوامِ متحدہ اور انسانی حقوق تنظیموں کے مطابق ایک سال کے دوران ۲۴/ہزار روہنگیا مسلمانوں کو شہید، ۵۰/ہزار سے زائد کو زخمی اور ۱۸/ہزار خواتین کو بے آبرو، ایک لاکھ ۱۶/ہزار کو زدوکوب اور ۳۶/ہزار کو جلانے کی کوشش کی گئی، شہید کیے گئے افراد میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے، ۱۵ سے ۴۰/سال کے مردوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا، جب کہ علما اور مذہبی شخصیات بھی بودھ فوج کا خاص ہدف رہیں۔ ۳۹۵/دیہات کو نذرِ آتش کرکے بلڈوزروں کی مدد سے زمین ہموار کردی گئی، ۸/لاکھ سے زائد افراد کو ہمسایہ ملک بنگلہ دیش ہجرت پر مجبور کردیا گیا، جب کہ ہزاروں نے انڈونیشیا اور ملائیشیا کا رخ کیا۔ ریاست راکھین میں باقی ماندہ روہنگیا آبادیوں کو خوراک، پانی، بجلی اور دیگر سہولیات سے محروم کردیا گیا، جب کہ انٹرنیٹ سروس آج بھی معطل ہے، تاکہ مظلوم روہنگیا باشندے عالمی برادری کو میانمار کی فوج اور آنگ سان سوچی کی نام نہاد جمہوری حکومت کا مکروہ چہرہ نہ دکھا سکیں۔

اس بحران کے آغاز کو اب ۳/سال مکمل ہوچکے ہیں، اس دوران مسلم ممالک سمیت عالمی برادری نے اس مسئلے پر جس طرح توجہ دینی چاہئے تھی نہیں دی، سلامتی کونسل کے مستقل ارکان امریکہ، روس، برطانیہ اور فرانس کے لیے یہ انتہائی غیر اہم معاملہ ہے، جب کہ چین نے میانمار میں اقتصادی راہ داری کے قیام کے لیے اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری شروع کررکھی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس حالیہ نسل کشی کے پیچھے بھی یہ منصوبہ کارفرما ہے، کیوں کہ اس کی اہم ترین تیل پائپ لائن کو راکھین کی بندرگاہ سے چینی صوبے یونان پہنچنا ہے۔ ۲۰۱۱ء میں سعودی آئل کمپنی ارامکو اور چینی کمپنی پیٹرو چائنا کے درمیان اس حوالے سے معاہدہ طے پایا تھا، جس کے تحت اس پائپ لائن کے ذریعے چین کو یومیہ ۲/لاکھ بیرل خام تیل فراہم کیا جانا ہے، ساتھ ہی چین نے میانمار میں ۱۰/ارب ڈالر کے کیوک پیوک انڈسٹریل زون کے منصوبے پر کام شروع کررکھا ہے۔ ۴۲۰۰/ایکڑ پر محیط اس صنعتی علاقے کے ذریعے چینی حکومت خلیجی ممالک کے ساتھ اپنی تجارت بڑھانے کی خواہاں ہے، یہ تفصیل روہنگیا بحران پر عرب ممالک کی خاموشی کی وجہ بھی واضح کردیتی ہے۔

بنگلہ دیش کے جنوب مشرق میں قائم روہنگیا مہاجر کیمپوں کی حالت بھی انتہائی خراب ہے، یہ انتہائی گنجان ہونے کے ساتھ خطرناک ترین مقامات پر قائم ہیں، ان میں سہولیات کا فقدان ہے، بنگلہ دیشی حکام ان مہاجرین کو کیمپوں سے باہر بھی نہیں جانے دیتے، جس کے باعث انہیں مہاجر کیمپ کے بجائے حراستی مرکز کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے، بنگلہ دیشی حکومت ان ۱۰/لاکھ پناہ گزینوں سے جان چھڑانے کے لیے انہیں خلیجِ بنگال کے ایک خطرناک جزیرے بھاسن چار پر منتقل کرنے کی تیاری کررہی ہے، اس جزیرے پر لاکھوں روہنگیا مہاجرین کو بسانے کے لیے رہائش گاہیں تعمیر کی جاچکی ہیں، لیکن اس جزیرے کا اپنا وجود انتہائی ناپائیدار ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بھاسن چار کو ''تیرتا جزیرہ'' کہا جاتا ہے، کیوں کہ مون سون کے موسم میں سمندر میں طغیانی آنے پر یہ اکثر ڈوب جایا کرتا ہے۔ نیز اس کی زمین انتہائی دلدلی ہے، جس پر کسی قسم کی کاشت کاری بھی نہیں کی جاسکتی ہے۔ غرض بنگلہ دیشی حکومت ان پناہ گزینوں کو نسبتاً کم سخت پہرے سے ایک جیل میں منتقل کررہی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اس بحران کو ہر سطح پر اجاگر کرکے ان مظلوموں اور بے گھروں کو انصاف اور وطن دلایا جائے۔

اللہ کے نیک بندوں کے کام آئیں

مولانا ندیم احمد انصاری

زمانہ جوں جوں مادّی ترقی کرتا جا رہا ہے، آپسی محبت وتعاون کا جذبہ سرد پڑتا جا رہا ہے، ہر انسان کوئی بھی کام کرنے سے پہلے یہ سوچتا ہے کہ اس میں میرا کیا فائدہ ہے؟ اور اکثر وبیشتر کے نزدیک فائدے سے مراد مختصر دنیوی نفع ہے، جس کام میں انھیں کوئی نفع نظر نہیں آتا، اس میں انھیں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی، خواہ اس پر اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کتنے ہی اجر وثواب کے وعدے اور بشارتیں کیوں نہ ہوں، بات صرف اتنی نہیں کہ ہم برے وقت میں کسی کے کام نہیں آتے، حد یہ ہے کہ اپنے مفاد کے لیے ہم کسی کو تکلیف پہنچانے سے بھی گریز نہیں کرتے، کام آنے کا معاملہ یہ ہے کہ آج کے دور میں کوئی زیادہ نرم دل ہوا تو فون اور میسیج پر حال چال پوچھ لیتا ہے اور بس! اب وہ لوگ نایاب ہیں جو کسی کی ضرورت کے وقت اس کے ساتھ شانے سے شانہ ملائے کھڑے رہتے تھے، ہاں کسی کو مصیبت میں دیکھ کر ویڈیو بنانے کے لیے کھڑے رہنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، ان کے نزدیک یہی سب سے بڑی خدمت ہے۔

اسلام کا مطالعہ کرنے والا ہر طالبِ علم جانتا ہے کہ قرآن واحادیث میں باہم تعاون یعنی ایک دوسرے کے کام آنے کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک عمل سے اس کی عمدہ مثالیں پیش کی ہیں، لیکن افسوس کہ آج ہمیں اس پر عمل کی توفیق کم ہوتی ہے! ہر آدمی اپنی زندگی میں مست ہے، نہ کسی کو کسی کے دکھ درد میں کام آنے کی فرصت ہے اور نہ اپنی طرف سے نقصان پہنچنے سے بچانے کی پرواہ، اصل تو یہی تھا کہ دوسروں کے کام آتے، ورنہ کم سے کم انھیں اپنے شر سے محفوظ رکھتے! اس کا سبب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ لوگوں کے ذہنوں سے اس کی اہمیت وحقیقت محو ہوتی جا رہی ہے، وہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کو تو عبادت سمجھتے ہیں، لیکن اللہ ورسول کی رضا کے لیے کسی کی خدمت، مدد اور تعاون اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ حسنِ سلوک کو شاید عبادت اور نیکی نہیں سمجھتے، یا ذہنی طور پر اسے نیکی بھی سمجھتے ہیں، لیکن عملی طور پر اس کا ثبوت پیش کرنے کو ضروری نہیں سمجھتے۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی اللہ اس کی آخرت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، اللہ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا ہوا ہے (ترمذی، مسلم) کیوں نہ ہو! جب کہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہؓ نے وحی نازل ہونے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت غیر ہوتے ہوئے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جن الفاظ میں ہمت بندھائی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن اوصاف کا خصوصیت سے ذکر کیا تھا، من جملہ ان کے دوسروں کے کام آنا بھی ہے۔ وہ فرماتی ہیں: اللہ کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا! آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں (بخاری) اور باری تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے: ''یقیناً تمھارے لیے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے'' (الاحزاب)

حضرت عبدالرحمٰن بن شماسہ سے روایت ہے، انھوں نے منبر پر سے عقبہ بن عامر سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے، کسی مومن کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کی بیع (خرید وفروخت) پر بیع کرے اور اپنے بھائی کے پیغامِ نکاح پر نکاح کا پیغام بھیجے، یہاں تک کہ وہ (خود اسے) چھوڑ دے۔ (مسلم)

یہ کوتاہی تو ہمارے معاشرے میں اس قدر عام ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں، غضب یہ ہے کہ اسے برا بھی نہیں سمجھا جاتا، ایک شخص معاملہ کررہا ہوتا ہے، دوسرا شخص خبر ملتے ہی اس سے بہتر آفر (offer) دے کر راتوں رات مال پر قبضہ کرلیتا ہے، یہ بھی خیال رہے کہ اس روایت میں گو کہ مومن کا لفظ وارد ہوا ہے، لیکن دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے کام آنے اور اسے اپنے شر سے بچانے کا حکم عام ہے، خواہ مومن ہو یا غیر مومن، اس لیے کہ اسلامی تعلیمات کا اصل رخ یہی ہے کہ امن وآشتی کی فضا عام کی جائے، باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: مومن تو آپس میں بھائی ہیں (الحجرات) اور ایک مقام پر فرمایا: اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد (باپ) اور ایک عورت (ماں) سے پیدا کیا ہے۔ (الحجرات) نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں: میں اِس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تمام انسان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ (ابوداؤد) اسی لیے انسانی وایمانی اخوت ہمیں اس کا پابند کرتی ہے کہ ہم دوسروں کے کام آئیں، کیوں کہ وہ ہمارے اپنے بھائی ہیں۔

سیدنا ابوذرؓ سے روایت ہے، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا، میں نے پوچھا: کس قسم کا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بہت زیادہ بیش قیمت ہو اور اس کے مالکوں کو بہت پسند ہو۔ میں نے پوچھا: اگر میں یہ نہ کرسکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی ہنرمند کی مدد کرو یا کسی بے ہنر کے لیے کام کردو! انھوں نے پوچھا: اگر میں یہ بھی نہ کرسکوں تو؟ آپ نے فرمایا: لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھو (یعنی ان کے کام نہیں آسکتے تو کم سے کم ان کو کسی قسم کا نقصان پہنچانے سے باز رہو) اس لیے کہ وہ بھی ایک صدقہ ہے جو تم اپنے آپ پر کرتے ہو۔ (بخاری، مسلم) یہ حدیث اس باب میں نہایت صریح ہے، جو کلّیے کے طور پر پیش کی جاسکتی ہے، اس میں مسلم وغیر مسلم کی بھی کوئی تفریق نہیں، اس سے اس کی آفاقیت میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

عوام کے لیے مفید کچھ سرکاری اسکیمیں

ترجمہ و تلخیص: سید محمد عادل فریدی

مرکزی اور صوبائی حکومت نے عوام کے فائدہ کے لیے بہت ساری مفید اسکیمیں چلا رکھی ہیں لیکن عام طور سے دیہاتوں میں اور دارالحکومت سے دور دراز علاقوں میں اس کی خبر نہیں ہو پاتی ہے جس کی وجہ سے وہاں کے لوگ اس کا خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا پاتے۔ ذیل میں عوام کے فائدہ کے لیے مختصر طور پر ان اسکیموں کی جانکاری دی جارہی ہے، تاکہ دیہاتوں اور دور دراز کے علاقے کے لوگ بھی ان سے فائدہ اٹھا سکیں ہر اسکیم کے ساتھ اس سے متعلق ویب سائٹ بھی دے دیا گیا ہے تاکہ رابطہ کرنے میں آسانی ہو۔ (مترجم)

پری میٹرک اسکالر شپ پروگرام: یہ اسکیم مرکزی حکومت کی جانب سے وزارت برائے اقلیتی فلاح و بہبود کے ذریعہ شروع کی گئی ہے، اس اسکیم کے تحت اقلیتی فرقوں سے تعلق رکھنے والے طلبہ اور طالبات جو درجہ یکم سے نہم تک (Std.I to Std.IX) کسی بھی درجہ میں سرکاری یا غیر سرکاری اسکول میں زیر تعلیم ہیں کو وظیفہ دیا جاتا ہے، یہ اسکالرشپ ان طلبہ و طالبات کو دیا جاتا ہے جو اپنے پچھلے امتحان میں کم از کم پچاس فیصد نمبرات کے ساتھ کامیاب ہوئے ہوں اور ان کے والدین کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ روپئے سے زائد نہ ہو، اس اسکیم سے مسلم، سکھ، جین، بدھسٹ، عیسائی، پارسی، یہودی مذہب سے تعلق رکھنے والے طلبہ و طالبات فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اس اسکالرشپ کا تیس فیصد حصہ طالبات کے لیے مخصوص ہوگا، اگر طالبات اتنی تعداد میں موجود نہ ہوں تو پھر طلبہ میں وہ رقم تقسیم کی جائے گی۔ اس اسکیم کے تحت طلبہ و طالبات اپنی درخواستیں آن لائن https://scholarships.gov.in/ پر لاگ ان کر کے بھر سکتے ہیں، اس اسکیم کے تحت طلبہ و طالبات کو ان کی فیس اور ہاسٹل کے اخراجات کی بنیاد پر اسکالرشپ دیا جاتا ہے۔

پوسٹ میٹرک اسکالر شپ پروگرام: یہ اسکیم مرکزی حکومت کی جانب سے وزارت برائے اقلیتی فلاح و بہبود کے ذریعہ شروع کی گئی ہے، اس اسکیم کے تحت اقلیتی فرقوں سے تعلق رکھنے والے طلبہ اور طالبات جو میٹرک پاس کر چکے ہوں کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے وظیفہ دیا جاتا ہے، یہ اسکالرشپ ہندوستان میں کسی بھی سرکاری، غیر سرکاری، اسکول، کالج، یونیورسٹی میں پڑھنے والے طلبہ و طالبات کو دیا جاتا ہے، یہ ان ٹیکنیکل، پروفیشنل اور ووکیشنل کورسوں پر بھی لاگو ہوتا ہے جو نیشنل کاؤنسل کے ذریعہ گیارہویں اور بارہویں کے برابر قرار دیے گئے ہیں، یہ اسکالرشپ ان طلبہ و طالبات کو دیا جاتا ہے جو اپنے پچھلے امتحان میں کم از کم پچاس فیصد نمبرات کے ساتھ کامیاب ہوئے ہوں اور ان کے والدین کی سالانہ آمدنی دو لاکھ روپئے سے زائد نہ ہو، اس اسکیم سے مسلم، سکھ، جین، بدھسٹ، عیسائی، پارسی، یہودی مذہب سے تعلق رکھنے والے طلبہ و طالبات فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اس اسکالرشپ کا تیس فیصد حصہ طالبات کے لیے مخصوص ہوگا، اگر طالبات اتنی تعداد میں موجود نہ ہوں تو پھر طلبہ میں وہ رقم تقسیم کی جائے گی، اس اسکیم کے تحت طلبہ و طالبات آن لائن https://scholarships.gov.in/ پر لاگ ان کر کے فارم بھر سکتے ہیں۔

میرٹ کم مینس اسکالر شپ: یہ اسکالرشپ بھی مرکزی حکومت کی جانب سے اقلیتی فرقوں سے تعلق رکھنے والے ایسے طلبہ کو دیا جاتا ہے جو انجینیر نگ، میڈیکل یا کسی اور ٹیکنیکل یا پروفیشنل کورسز میں داخل ہیں۔ یہ اسکالرشپ میرٹ کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ایڈمیشن فیس اور ہاسٹل فیس وغیرہ کی بنیاد پر فی کس -/30000 دئے جاتے ہیں جس میں سے دس ہزار روپئے طالب علم کے خرچ کے لیے اور بیس ہزار روپئے کالج کی فیس کے لیے۔ کون کون سے کورسز اس اسکالرشپ کے ذیل میں آتے ہیں اس کی فہرست ویب سائٹ پر موجود ہے مزید ساری معلومات کے لیے https://scholarships.gov.in/ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ اس اسکالرشپ کے لیے فارم آن لائن بھرنا ضروری ہے۔ یہ اسکالرشپ ان طلبہ و طالبات کو دیا جاتا ہے جو ہندوستان میں کسی بھی منظور شدہ تعلیمی ادارہ سے انڈر گریجوئٹ یا پوسٹ گریجوئٹ سطح کی تکنیکی یا پروفیشنل تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور پچھلے امتحان میں ان کا نمبر پچاس فیصد سے کم نہ ہو نیز ان کا فیملی انکم ڈھائی لاکھ روپئے سالانہ سے زائد نہ ہو۔

مکھیہ منتری تعلیمی قرض اسکیم: ریاستی حکومت نے بہار کے اقلیتی طلبہ و طالبات کے لیے تعلیمی قرض اسکیم شروع کیا ہے، اس اسکیم کے تحت فنی و پیشہ ورانہ کورسیز جیسے ITI، ڈپلوما، گریجوئٹ یا پوسٹ گریجوئٹ کورسز میں زیر تعلیم طلبہ و طالبات کے لیے بہت ہی معمولی شرح سود پر قرض فراہم کیا جاتا ہے۔ اس اسکیم کی مزید جانکاری بہار ریاستی مالیاتی کارپوریشن، حج بھون، ہارڈنگ روڈ پٹنہ سے حاصل ہوسکتی ہے، اس شعبہ کا ویب سائٹ ہے www.bsmfc.org قرض کے حصول کے لیے فارم دفتر سے حاصل کر سکتے ہیں یا ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔

مولانا آزاد نیشنل اسکالر شپ برائے طالبات: اس اسکیم کے تحت اقلیتی فرقوں سے تعلق رکھنے والی لائق طالبات کو اسکالرشپ فراہم کرایا جاتا ہے، اس اسکیم کا مقصد ہے کہ اقلیتی فرقے کی ان لڑکیوں میں تعلیم کو فروغ دیا جائے جو مالی پریشانیوں کے سبب اپنی تعلیم کو جاری نہیں رکھ سکتے، یہ اسکالرشپ اسکول، کالج کی فیس، کتاب، کاپی، قلم کی خریداری، ٹل اور کھانے وغیرہ کے اوپر ہونے والے اخراجات کے لیے دیا جاتا ہے، اس اسکالرشپ کے لیے فارم شعبہ کی ویب سائٹ www.maef.nic.in پر آن لائن پر کیا جا سکتا ہے۔ اس اسکالرشپ کے لیے مسلم، سکھ، پارسی، بدھسٹ، جین، عیسائی اور یہودی مذہب سے تعلق رکھنے والی وہی لڑکیاں فارم بھر سکتی ہیں جنہوں نے کسی بھی منظور شدہ سرکاری یا غیر سرکاری اسکول سے میٹرک (Xth) کا امتحان کم از کم ۵۵ رفیصد نمبرات سے پاس کیا ہو اور ان کی فیملی انکم سالانہ ایک لاکھ سے زائد نہ ہو، یہ اسکالرشپ طالبات کو صرف گیارہویں اور بارہویں کی تعلیم کے لیے دیا جاتا ہے۔ اسکالرشپ کی کل رقم -/12000 روپئے ہے جو دو قسطوں میں دیا جاتا ہے -/6000 روپئے گیارہویں جماعت کے لیے اور -/6000 روپئے بارہویں جماعت کے لیے۔

مکھیہ منتری بالیکا پوشاک یو جنا (MBPY): اس اسکیم کے تحت حکومت بہار کی جانب سے درجہ نویں سے بارہویں درجہ کی سبھی لڑکیوں کو ہر سال ایک ہزار روپئے دو جوڑی یونیفارم خریدنے کے لیے دئے جاتے ہیں۔ یہ اسکیم ریاست کے سبھی سرکاری اسکولوں میں نافذ ہے اور اس کا فائدہ سبھی کیٹگریز کی لڑکیوں کو حاصل ہوتا ہے۔

مکھیہ منتری بالیکا سائکل یو جنا (MBCY): اس اسکیم کے تحت کلاس نہم میں داخل ہونے والی سبھی لڑکیوں کو مفت میں سائکل مہیا کرائی جاتی ہے۔ یہ اسکیم بھی ریاست کی سبھی سرکاری اسکولوں میں نافذ ہے اور ہر کیٹگریز کی لڑکیاں اس کا فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ اس اسکیم کا مقصد ہے کہ دیہات کی لڑکیاں اور ایسے علاقہ کی لڑکیاں جہاں ہائی اسکولوں کی سہولت نہیں ہے اور آمد و رفت کے ذرائع نہ ہونے کی وجہ سے وہ اسکول جانے سے محروم رہ جاتی ہیں، وہ آسانی کے ساتھ سائکل کے ذریعہ اسکولوں تک پہونچ سکیں۔

مکھیہ منتری بالک سائکل یو جنا (MBCY): حکومت بہار کی اس نئی اسکیم کے تحت کلاس نہم میں داخل ہونے والے سبھی لڑکوں کو بھی اب مفت میں سائکل مہیا کرائی جارہی ہے۔ یہ اسکیم بھی ریاست کی سبھی سرکاری اسکولوں میں نافذ ہے اور ہر کیٹگریز کے لڑکے اس کا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ (نوٹ: ان سبھی اسکیموں کے لیے بہار سرکار کی آفیشیل ویب سائٹ http://edudbt.bih.nic.in/ سے رابطہ کریں)

اقلیتی فرقے کے طلبہ کے لیے مفت کوچنگ اسکیم: اس اسکیم کے ذریعہ اقلیتی فرقے سے تعلق رکھنے والے طلبہ کو مفت میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ کورسز میں داخلہ کے لیے مفت کوچنگ کی سہولت دی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت اقلیتی فرقے سے تعلق رکھنے والے طلبہ کو مختلف اہلیتی امتحانوں جیسے، میڈیکل، انجینیر نگ، پولیس، فورس، آرمی، ریلوے، بینک، بیما کمپنی وغیرہ کی بھی تیاری مفت میں کرائے جانے کی سہولے موجود ہے۔

اقلیتی فرقے کے طلبہ کے لیے مولانا آزاد نیشنل فیلو شپ: اس فیلوشپ کا مقصد ہے کہ اقلیتی فرقے سے تعلق رکھنے والے ایسے طلبہ کی مدد کرنا جو ایم فل یا پی ایچ ڈی کرنا چاہتے ہیں، یہ فیلوشپ یو جی سی سے منظور شدہ سبھی یونیورسٹیوں سے ایم فل یا پی ایچ ڈی کرنے والے اہل امیدواروں کو دی جاتی ہے، یہ فیلوشپ مرکزی حکومت کی وزارت برائے اقلیتی امور کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ یہ فیلوشپ پانچ سالوں تک دی جاتی ہے۔ اس فیلوشپ کو پانے کے حقدار وہ طلبہ ہونگے: (۱) جو کسی بھی منظور شدہ یونیورسٹی سے ایم فل یا پی ایچ ڈی کر رہے ہوں، یا کسی سائنسی ادارہ سے تحقیق و ریسرچ کا کام کر رہے ہوں۔ (۲) جو کسی بھی اقلیتی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں۔

مزید معلومات کے لیے بہار اسٹیٹ مائنورٹی فائنشل کارپوریشن لمٹیڈ سے رابطہ کر سکتے ہیں یا مندرجہ ذیل ویب سائٹ کے ذریعہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ www.minorityaffairs.gov.in

اقلیتی فرقے کے طلبہ کے لیے وزیر اعلیٰ حوصلہ افزائی وظیفہ: اس اسکیم کے تحت اقلیتی فرقے سے تعلق رکھنے والے ایسے طلبہ و طالبات کو فی کس -/10000 روپئے دئے جاتے ہیں جنہوں نے میٹرک کے امتحان میں فرسٹ ڈیویزن سے کامیابی حاصل کی ہو اور آگے کی پڑھائی جاری رکھے ہوئے ہوں، اس وظیفہ کے لیے کسی درخواست کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، بہار اسٹیٹ اگزامنیشن بورڈ سے فرسٹ ڈیویزن سے کامیاب ہونے والے طلبہ و طالبات کی فہرست حاصل کر کے ان کے درمیان چیک کے ذریعہ ڈی ایم یا ضلع کلیان ادھیکاری کی معرفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

کستوربا گاندھی بالیکا ودیالیہ یو جنا (KGBV): حکومت ہند نے اس نئی اسکیم کے تحت تعلیمی لحاظ سے پسماندہ علاقوں میں اقلیتی طبقہ، ایس سی، ایس ٹی اور او بی سی سے جن کا تعلق ہے ایسی لڑکیوں کے لیے بنیادی سطح کے ۷۵۰ اسکول قائم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ ان اسکولوں میں رہائش اور طعام کی سہولیات دستیاب رہیں گی، اس اسکیم کا مقصد ہے کہ ایسی پسماندہ آبادی کی طرف توجہ دی جائے جہاں لڑکیوں کی شرح تعلیم دوسری جگہوں کے مقابلہ میں کافی کم ہے اور جہاں کثیر تعداد میں لڑکیاں تعلیم سے محروم رہتی ہیں، اس اسکیم کے ذریعہ اقلیتی فرقوں اور پسماندہ طبقات کی لڑکیوں کے درمیان شرح تعلیم میں اضافہ ہوگا۔ ان اسکولوں میں ۷۵ رفیصد سیٹیں ایس سی، ایس ٹی یا او بی سی سے تعلق رکھنے والی لڑکیوں کے لیے مخصوص ہوں گی اور بقیہ ۲۵ رفیصد سیٹوں پر دیگر غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والی لڑکیوں کا داخلہ ہوگا۔

مڈ ڈے میل یوجنا: مرکزی حکومت کی اس اسکیم کے تحت درجہ ابتدائی سے پنجم تک پڑھنے والے طلبہ کو دوپہر کا کھانا دیا جاتا ہے۔ یہ اسکیم سبھی سرکاری اسکولوں اور تعلیمی اداروں پر لاگو ہے۔ اس اسکیم کے تحت انڈین فوڈ کارپوریشن کی جانب سے ہر بچے کو ۱۰۰ رگرام اناج کی در سے اناج مہیا کرایا جاتا ہے ان جگہوں پر جہاں پر کھانا پکا کر بچوں کو کھلایا جاتا ہے اور جہاں پر کچا اناج دیا جاتا ہے وہاں فی بچہ ۳ رکیلو ہر مہینہ کچا اناج دیا جاتا ہے، اس اسکیم کا مقصد ہے کہ سماج کے پسماندہ طبقات اور غریب بچوں کو پابندی کے ساتھ اسکول آنے کے لیے ابھارا جائے۔

مکھیہ منتری کنیا سرکشا یو جنا (MKSY): حکومت بہار کے ذریعہ بچیوں کے تحفظ، نومولود بچیوں اور رحم مادر میں جنین کے قتل جیسے واقعات پر روک لگانے اور ان کی شرح پیدائش میں اضافہ کے مقصد کے تحت اس اسکیم کی شروعات کی گئی ہے۔ اس اسکیم کو بہار گورنمنٹ سوشل ویلفئر ڈپارٹمنٹ، اسٹیٹ ویمین ڈیولپمنٹ کارپوریشن، اور یوٹی آئی اسیٹ مینجمنٹ کمپنی کے ذریعہ مشترکہ طور پر چالو کیا گیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت خط افلاس سے نیچے رہنے والے پریوار کی پہلی دو لڑکیوں کے نام پر ان کی پیدائش کے وقت حکومت بہار کی جانب سے یوٹی آئی چلڈرنس کیر بیلنس پلان کے تحت فی کس -/2000 روپئے انوسٹ کیے جائیں گے۔ جب ان کی عمر ۱۸ سال ہو جائے گی تو یہ رقم بڑھ کر -/18000 روپئے ہو جائے گی جو اس لڑکی کو ادا کیا جائے گا، اگر اس درمیان خدانہ خواستہ لڑکی کی موت ہو جاتی ہے تو یہ رقم اسٹیٹ ویمین ڈیولپمنٹ کارپوریشن کو دی جائے گی۔ جو خواتین کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جائے گی۔ یہ رقم لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم یا کسی بزنس کے شروع کرنے میں ان کی مددگار ہوگی۔ اس اسکیم کے تحت ۲۵۰ نئے اسکول بھی کھولے جائیں گے جہاں 2+ لیول تک کی تعلیم کا بندوبست ہوگا اور مفت کتابیں مہیا کرائی جائیں گی۔

مکھیہ منتری کنیا اُتھان یو جنا: اس اسکیم کے تحت لڑکی کی پیدائش پر پانچ ہزار روپئے (تین قسطوں میں؛ پیدا ہوتے ہی دو ہزار روپئے، ایک سال کی عمر پر ایک ہزار روپئے اور سبھی ضروری ٹیکے پورے ہو جانے پر دو ہزار روپئے)، انٹر پاس کرنے پر (بشرطیکہ کنواری ہو) دس ہزار روپئے اور کسی بھی منظور شدہ یونیورسٹی سے گریجویشن مکمل ہونے پر پچیس ہزار روپئے دیے جاتے ہیں۔ ایک خاندان کی دو لڑکیوں کو ہی اس اسکیم کا فائدہ مل سکتا ہے۔ فارم http://edudbt.bih.nic.in/ پر آن لائن پر کیا جا سکتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت بہار کی لڑکیوں کو سینیٹری نیپکین کے لیے بھی تین سو روپئے دیے جاتے ہیں۔ **(جاری)**

اخبارِ جہاں

سید محمد عادل فریدی

قندھار میں طالبان کا حملہ، سات پولس اہلکار جاں بحق

افغانستان کے جنوبی صوبہ قندھار میں طالبان جنگجوؤں نے پولس چوکی پر حملہ کیا جس میں ۷/ پولس اہلکار ہلاک اور چار زخمی ہوگئے۔ سکیورٹی ذرائع کے مطابق یہ حملہ جمعرات کی دیر رات کو صوبہ قندھار کے ضلع تخت پل میں ہوا۔ (یواین آئی)

چین کے ساتھ سرحدی تنازعہ کے معاملے کو اقوام متحدہ میں نہیں اٹھائے گا ہندوستان

ہندوستان نے کہا ہے کہ مشرقی لداخ میں حقیقی کنٹرول لائن (ایل اے سی) پر چین کے ساتھ موجودہ سرحدی تنازعہ کو وہ اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم پر نہیں اٹھائے گا، ہندوستان نے واضح کیا ہے کہ دونوں فریق اس تنازعہ کا حل دوطرفہ بات چیت کے ذریعہ کر سکتے ہیں، اقوام متحدہ میں ہندوستان کے مستقل نمائندے ٹی ایس تریمورتی نے ایک بیان میں کہا کہ ''دونوں ملک اتنے سلجھے ہوئے ہیں کہ باہمی اعتماد کو مستحکم کرنے کی سمت میں کی جانے والی کوششوں اور دوطرفہ مذاکرات کے توسط سے اس تنازعہ کو حل کر سکتے ہیں۔ (یواین آئی)

دنیا میں کورونا سے 3.26 کروڑ افراد متاثر، 9.90 لاکھ سے زائد اموات

امریکہ کی جان ہاپکنس یونیورسٹی کے سائنس وانجینئرنگ مرکز (سی ایس ایس ای) کی جانب سے جاری کردہ اعداد وشمار کے مطابق پوری دنیا میں کورونا وائرس (COVID-19) انفیکشن سے متاثر ہونے والوں کی تعداد 3,26,03,763 ہوگئی ہے، جبکہ 9,90,095 مریضوں کی اس کے سبب اب تک موت ہوچکی ہے۔ عالمی سپر پاور مانے جانے والے امریکہ میں کورونا سے متاثر ہونے والوں کی تعداد 69.78 لاکھ سے زیادہ ہوگئی ہے اور اب تک تقریباً 2.03 لاکھ افراد کی جان جاچکی ہے۔ ہندوستان میں کورونا وائرس کے کل کیس 58,77,154 ہیں اور مرنے والوں کی تعداد 92,883 ہوچکی ہے اور یہ یو ایس اے کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ (یواین آئی)

روسی صدر بلادیمیر پوتن نوبل امن انعام کے لیے نامزد

روس کے صدر ولادیمیر پوتن کو ۲۰۲۱ء کے نوبل امن انعام کے لیے نامزد کیا گیا ہے، روس کے معروف مصنف سرگیئی کومکوو نے مسٹر پوتن کو اس انعام کے لیے نامزد کیا ہے۔ روس کی حکومت کے ترجمان دامتری پیسکوو نے کہا کہ اس عہدے کے لیے صدر کو نامزد کرنے کا یہ آغاز ہے۔ (یواین آئی)

جلد ہی ایک اور عرب ملک اسرائیل کے ساتھ امن معاہدہ کرنے والا ہے: امریکہ

اقوام متحدہ میں امریکہ کی سفیر کیلی کرافٹ نے کہا ہے کہ متحدہ عرب امارات اور بحرین کے بعد اب جلد ہی ایک اور عرب ملک اسرائیل کے ساتھ امن معاہدے پر دستخط کرنے والا ہے۔ اقوام متحدہ میں امریکہ کی سفیر کیلی کرافٹ نے ''العربیہ'' کو خصوصی انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ ''ہمارا منصوبہ ہے کہ مزید ملک آئیں، ان کے ناموں کا اعلان ہم جلد ہی کرنے والے ہیں۔ (یواین آئی)

نائجیریا میں گیس ٹینکر دھماکے میں ۹/ بچوں سمیت ۲۸/ افراد ہلاک

نائیجیریا میں گیس ٹینکر میں دھماکے کے بعد آگ لگ جانے کے واقعے میں ۹/ بچوں سمیت ۲۸/ لوگوں کے ہلاک ہونے کی اطلاع ملی ہے، دھماکے اور آتشزدگی کے باعث کئی گاڑیوں کو نقصان پہنچا، خبروں کے مطابق نائیجیریا کی راجدھانی کوگی اسٹیٹ کے لوکجا شہر میں ایک گاڑی سے ٹکرانے کے بعد پٹرول ٹینکر میں زوردار دھماکہ ہوا۔ (یواین آئی)

جرمنی میں مسلمانوں نے اذان کے تعلق سے عدالتی لڑائی جیتی، ۵/ سال تک چلی سماعت

جرمنی کی ایک عدالت نے ۵/ سال تک چلی سماعت کے بعد ایک مسجد سے اذان کی آواز پر روک لگانے کی درخواست کو خارج کر دیا۔ اس تعلق سے الجزیرہ نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس کے مطابق ترکی اسلامی طبقہ دیتب (Ditib) اب ایک بار پھر لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کر کے شمالی رائین- ویسٹو فیلیا ریاست کے اویرایرکینسوک شہر میں نماز کے لیے اذان دے سکتا ہے، بتایا جاتا ہے کہ کچھ مقامی باشندوں نے اُس پرمٹ کے خلاف ۲۰۱۵ء میں شکایت درج کرائی تھی، جس میں مسلم طبقہ کو جمعہ کو دوپہر ۲/ بجے ۱۵/ منٹ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ شکایت کے بعد مسجد میں اذان دینے سے فوری طور پر پابندی لگا دی گئی تھی اور عدالتی کارروائی شروع ہوگئی تھی۔ یہ شکایت مسجد سے تقریباً ۹۰۰/ میٹر کی دوری پر رہنے والے ایک شادی شدہ جوڑے کے ذریعہ درج کرائی گئی تھی جنھوں نے کہا تھا کہ ان کے مذہب کی آزادی 'آواز' سے متاثر ہوئی۔ حالانکہ عدالت نے ان کی دلیل کو 5 سال کی سماعت کے بعد بالآخر خارج کر دیا۔ (بحوالہ قومی آواز)

مصر میں ڈھائی ہزار سال پہلے دفن کیے گئے تابوتوں کی دریافت

مصر میں آثارِ قدیمہ نے ایک قدیمی قبرستان سے ۲۷/ تابوت دریافت کیے ہیں جنہیں ڈھائی ہزار سال قبل دفنایا گیا تھا، یہ تابوت دارالحکومت قاہرہ کے جنوب میں علاقے سقارہ میں واقع ایک مقدس مقام پر ایک کنویں کے اندر پائے گئے ہیں۔ حکام کا کہنا ہے کہ اس ماہ کے شروع میں تیرہ تابوت دریافت ہوئے تھے اس کے بعد مزید ۱۴/ تابوت نکالے گئے، ماہرین اسے اپنی نوعیت کی سب سے بڑی دریافت کہہ رہے ہیں، سقارہ ۳۰۰۰/ سال سے زیادہ عرصہ تک تدفین کا ایک اہم مقام تھا اور یہ یونیسکو کا نامزد ورلڈ ہیریٹیج سائٹ ہے۔ مصر کی وزارت برائے نوادرات نے ہفتے کے روز ایک بیان میں کہا کہ ابتدائی مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تابوت مکمل طور پر بند ہیں اور انھیں دفن کرنے کے بعد سے کھولا نہیں گیا، لکڑی کے تابوت کے آس پاس دریافت ہونے والی دیگر نوادرات بھی اچھی ساخت کی ہیں اور رنگین انداز میں سجائی گئی ہیں۔ وزارت نے مزید راز افشاں ہونے کی امید ظاہر کی ہے۔ (بحوالہ بی بی سی لندن)

بہار اسمبلی انتخابات کا اعلان، ضابطہ اخلاق نافذ

بہار اسمبلی انتخابات۔ ۲۰۲۰ء کا اعلان کر دیا گیا ہے، اس بار اسمبلی انتخابات تین مراحل میں ہوں گے، پہلے مرحلے میں ووٹنگ ۲۸/ اکتوبر کو ہوگی۔ دوسرے مرحلے میں ۳/ نومبر اور تیسرے مرحلے میں ۷/ نومبر کو ووٹ ڈالے جائیں گے، ووٹوں کی گنتی ۱۰/ نومبر ہوگی۔ ۲۸/ اکتوبر کو پہلے مرحلے میں بھاگل پور، بانکا، مونگیر، لکھی سرائے، شیخ پورہ، جموئی، کھگڑیا، بیگوسرائے، پورنیہ، ارریہ، کشن گنج اور کٹیہار کے ۷۱/ اسمبلی حلقوں میں ووٹ ڈالے جائیں گے، ۳/ نومبر کو دوسرے مرحلہ میں مظفر پور، سیتامڑھی، شیوہر، مغربی چمپارن، مشرقی چمپارن، ویشالی، دربھنگہ، مدھوبنی، سمستی پور، سہرسہ، سوپول اور مدھے پورہ کے ۹۱/ اسمبلی حلقوں میں ووٹنگ ہوگی۔ جبکہ تیسرے اور آخری مرحلہ کے انتخابات ۷/ نومبر کو گیا، جہان آباد، ارول، نوادہ، اورنگ آباد، کیمور، روہتاس، پٹنہ، سارن، بھوجپور، نالندہ، گوپال گنج اور سیوان کے ۷۸/ اسمبلی حلقوں میں ہوں گے۔ قابلِ ذکر ہے کہ اس بار انتخابی تشہیر ورچوئل کی جائے گی اور نامزدگی بھی آن لائن پُر کی جاسکتی ہیں۔ ڈور ٹو ڈور مہم میں بھی صرف پانچ افراد کی اجازت دی گئی ہے، الیکشن کمشنر سنیل اروڑا نے واضح کیا کہ کورونا کی وجہ سے ایک وقت میں پانچ سے زیادہ افراد کسی کے گھر پر انتخابی تشہیر کے لئے نہیں جاسکیں گے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ انتخابی مہم کے دوران عوامی مجلس واجتماعات میں معاشرتی فاصلوں پر عمل پیرا ہونا لازمی ہوگا، اس کے علاوہ نامزدگی کے دوران دو سے زیادہ گاڑیاں کوئی بھی امیدوار نہیں لے جاسکتے ہیں۔ واضح رہے کہ اس بار ووٹنگ کے اوقات میں ایک گھنٹے کی توسیع کی گئی ہے، یعنی صبح سات سے چھ بجے شام تک ووٹنگ ہوگی، تاہم نکسل سے متاثرہ علاقوں میں ایسا نہیں ہوگا، اس کے علاوہ آخری گھنٹہ میں کورونا مریض بھی ووٹ ڈال سکیں گے۔ چیف الیکشن کمشنر سنیل اروڑا نے کہا ہے کہ انتخابات کورونا کی وجہ سے نئے حفاظتی اقدامات کے تحت ہوں گے، پولنگ بوتھ پر ووٹرز کی تعداد کم ہوگی، ایک بوتھ پر ایک ہزار ووٹر ہوں گے اور اس بار بہار انتخابات میں ایک لاکھ سے زیادہ پولنگ مراکز ہوں گے۔

منسوخ ٹکٹوں کی رقم واپسی سے متعلق عرضی پر فیصلہ محفوظ

سپریم کورٹ نے لاک ڈاؤن کے دوران منسوخ کی گئیں پروازوں کے مسافروں کو پورے پیسے واپس کرنے کے معاملے میں جمعہ کو فیصلہ محفوظ کرلیا، جسٹس اشوک بھوشن، جسٹس آر سبھاش ریڈی اور جسٹس ایم آر شاہ کی بنچ نے غیر سرکاری تنظیم اوورسیز لیگل سیل کی عرضی پر سبھی فریقین کی دلیلیں سننے کے بعد فیصلہ محفوظ کرلیا ہے، اس سے قبل سماعت کے دوران حکومت کی جانب سے سالیسیٹر جنرل تشار مہتا نے کہا کہ حکومت کو صرف مسافروں کی فکر ہے، انہوں نے کہا کہ اگر کسی ٹریول ایجنٹ نے طیارہ کمپنیوں کے پاس پیشگی رقم جمع کرائی ہے تو اس پر اسے کچھ نہیں کہنا، یہ ہوابازی کمپنیوں اور ٹریول ایجنٹ کے درمیان ایک معاہدہ ہے اور شہری ہوابازی کے ڈائریکٹوریٹ جنرل کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہے، اس دوران ہوابازی کمپنی گو ایئر کے وکیل نے کہا کہ کمپنی مالی بحران سے گزر رہی ہے، اس پر جسٹس بھوشن نے کہا کہ آپ کی کمپنی کو مشکلات کا سامنا ہے اس کے لئے مسافر پریشان کیوں ہوں، اس کے بعد عدالت نے فیصلہ محفوظ کرلیا۔ (یواین آئی)

بینکنگ ریگولیشن بل پر پارلیمنٹ کی مہر

کوآپریٹو بینکوں کی بحالی اور نگرانی کے لئے ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) کو زیادہ اختیارات دینے والے بینکنگ ریگولیشنز (ترمیمی) بل ۲۰۲۰ء کو منگل کو راجیہ سبھا (ایوان بالا) میں صوتی ووٹوں سے منظور کرلیا گیا، اس کے ساتھ ہی پارلیمنٹ میں اس پر مہر لگ گئی، لوک سبھا (ایوان زیریں) پہلے ہی اس بل کی منظوری دے چکی ہے۔ اس بل پر ایک مختصر بحث کے جواب میں وزیر خزانہ نرملا سیتارمن نے کہا کہ کوآپریٹو بینکوں کا ریگولیشن ۱۹۶۵ء سے ہی آر بی آئی کے پاس ہے، اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے، یہ جمع کرنے والوں کے مفاد میں ہے اور جمع کرنے والوں کے تحفظ کے لئے یہ قانون لایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ قانون مرکزی حکومت کو کوآپریٹو بینکوں کے ریگولیشن کا اختیار نہیں دیتا ہے، یہ صرف آر بی آئی کو کوآپریٹو بینکوں کی بینکاری سرگرمیوں کو ریگولرائز کرنے کی طاقت دیتا ہے۔ انہوں نے پنجاب اور مہاراشٹر کوآپریٹو (پی ایم سی) بینک کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس قانون سے ایسے واقعات کی روک تھام میں مدد ملے گی۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں بہت ساری کوآپریٹو سوسائٹی بینکنگ سیکٹر میں کام کر رہی ہیں اور یہ کمیٹیاں آر بی آئی کے دائرہ کار میں آئیں گی، انہوں نے کہا کہ کووڈ-19 وبا کی وجہ سے دباؤ میں آئی کوآپریٹو بینکنگ کمیٹیوں پر یہ قانون نافذ نہیں ہوگا۔ (بحوالہ قومی آواز)

سپاہیوں کے ۵۵۱/ عہدوں کے لیے تحریری امتحان ۱۸/ اکتوبر کو

سنٹرل سلیکشن بورڈ آف کانسٹیبل (سی بی ایس سی) کے ذریعہ بہار ہوم گارڈ (سپاہی) کے ۵۵۱/ عہدوں پر بحالی کے لیے ۱۸/ اکتوبر کو تحریری امتحان منعقد کیا جائے گا۔ امتحان کا وقت صبح ۱۰/ بجے سے دوپہر ۱۲/ بجے تک ہوگا، امیدواروں کو صبح نو بجے امتحان گاہ میں رپورٹنگ کرنی ہوگی۔ امیدوار اپنا اپنا ایڈمٹ کارڈ آن لائن سی بی ایس سی کی آفیشیل ویب سائٹ www.csbc.bih.nic.in سے ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں۔ امتحان گاہ میں ایڈمٹ کارڈ کے ساتھ اپنا کوئی ایک شناختی کارڈ مثلا ووٹر آئی کارڈ/ آدھار کارڈ/ پاسپورٹ/ ڈرائیونگ لائسنس/ پین کارڈ بھی پیش کرنا ہوگا۔ امتحان میں سبھی امیدواروں کو کورونا سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر پر عمل کرنا لازمی ہوگا۔ امیدوار ہینڈ سینیٹائزر، ماسک ساتھ لے کر آئیں گے۔

اردو مترجم، معاون مترجم اور معاون راجیہ بھاشا کے لیے امتحان کی متوقع تاریخ کا اعلان

بہار اسٹاف سلیکشن کمیشن نے اردو مترجم، معاون اردو مترجم اور معاون راجیہ بھاشا اردو کے عہدوں پر بحالی کے لیے ہونے والے امتحان کی متوقع تاریخ کا ایک بار پھر اعلان کیا ہے، اعلان کے مطابق اردو مترجم کا امتحان ۱۳/ دسمبر ۲۰۲۰ء معاون اردو مترجم کا امتحان ۲۰/ دسمبر ۲۰۲۰ء اور معاون راجیہ بھاشا اردو کا امتحان ۲۷/ دسمبر ۲۰۲۰ء کو متوقع ہے (ایجنسی)

طب و سائنس

بواسیر کا آسان علاج

عرفان حیدر بٹ

بواسیر ایک ایسا عارضہ ہے جو بلا لحاظِ مذہب وملت، رنگ ونسل، عمر وجنس دنیا کے ہر خطے میں پایا جاتا ہے۔ اسے انگریزی میں پائلز (Piles)، اردو، فارسی میں بواسیر، میڈیکل کی اصطلاح میں Hemorrhoids کہتے ہیں۔

بواسیر کیا ھے؟

مقعد میں پھیلے ہوئے شریانوں اور وریدوں کے نیٹ ورک کی مقامی سوزش، ورم، خراش سوجن , اور زخم کی حالت کو عرف عام میں بواسیر کہتے ہیں۔ مقعد کے اوپر والے حصے (Rectum) کے اندر خاص قسم کے بے حس خلیات کی ایک دبیز تہہ چڑھی ہوتی ہے جب کہ مقعد کا نچلے والا حصہ (Anus) عام جلد پر مشتمل ہوتا ہے اور اس میں درد محسوس کرنے والے خلیے ہوتے ہیں مقعد کی اندرونی جھلیوں یا مقعد میں خون کی ان نالیوں میں مسلسل دباؤ، خراش اور رگڑ کے باعث سوزشی اور ورمی حالت پیدا ہو جاتی ہے اور وریدیں گچھوں کی شکل میں پھول کر سطح پر ابھر آتی ہیں۔ بعض اوقات یہ وریدی سوزش، ورم اور سوجن مقعد کے صرف اندرونی حصے میں ہوتی ہے، کبھی صرف مقعد کے منہ کے قریب ، تو کبھی دونوں مقامات پر موجود ہوتی ہے۔ بسا اوقات قضائے حاجت کے وقت فضلے کے دباؤ اور رگڑ سے یہ متاثرہ وریدیں پھٹ جاتی ہیں تو ان میں سے خون بہنے لگتا ہے۔

اگر مقعد میں موجود کوئی شریان پھٹ جائے تو سرخ چمکدار خون تیزی سے بہتا ہے، جبکہ وریدی خون سیاہی مائل اور سست رفتار ہوتا ہے۔ اگر یہ وریدی سوزش ، ورم اور سوجن صرف مقعد کے اندرونی حصے میں ہو تو بلا درد خون بہتا ہے اسے اندرونی بواسیر (internal hemorrhoid) کہتے ہیں۔ جبکہ مقعد کے منہ کے قریب وریدوں میں ورم، اور سوجن کو بیرونی بواسیر (external hemorrhoids) کہتے ہیں، بیرونی بواسیر کی حالت میں شدید درد اور جلن پائی جاتی ہے۔ ان ہر دو متاثرہ مقامات پر سطحی خلیات استر وجلد ابھر کر گومڑیوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جنہیں عرف عام میں موکے یا مسے کہتے ہیں۔ بسا اوقات بواسیر کے مریضوں میں مقعد پر متاثرہ جگہ سوج کر رسولی نما گلٹی کی شکل اختیار کر لیتی ہے اس حالت کو (thrombosed hemorrhoid) کہتے ہیں۔ جس میں شدید درد، جلن خارش ہوتی ہے، اسکی وجہ ورید میں تھکا بن جانا ہوتا ہے۔

بواسیر کی کیفیت کے لحاظ سے بھی دو اقسام بیان کی جاتی ہیں: بواسیر خونی اور بواسیر بادی۔

پہلی قسم میں خون آتا ہے جبکہ ثانی الذکر میں خون نہیں آتا، جبکہ باقی علامات ایک جیسی ہوتی ہے۔

علامات: مقعد میں خارش، رطوبت اور درد کا ہونا، اجابت کا شدید قبض سے آنا، رفع حاجت کے دوران یا بعد میں خون کا رسنا، پھولی ہوئی وریدوں کے گچھوں کا رفع حاجت کے وقت دباؤ سے باہر نکل آنا (prolapsed internal hemorrhoid) اور مقعد پر موہکوں کا نمایاں ہونا اس مقامی تکلیف کے ساتھ بھوک کا نہ لگنا، قوتِ ہاضمہ سست ہو جانے کے باعث تبخیر، تیزابیت اور گیس کی شکائت۔ غذا کے ہضم نہ ہونے اور پاخانہ کھل کر نہ آنے کی وجہ سے اپھارہ اور پیٹ کا پھولا پھولا رہنا۔ منہ سے بدبو آنا۔ چہرے کی رنگت زرد اور جسمانی کمزوری ۔ اعضاء میں تکلیف کا احساس، جوڑوں اور کمر میں درد، نیند میں کمی اور مزاج میں چڑ چڑا پن نمایاں علامات ہیں۔

بواسیر کے اسباب : عموماً یہ مرض موروثی ہوتا ہے۔ قدیم طب میں قبض کو "ام الامراض" کا نام دیا گیا ہے۔ اس بات میں کتنی حقیقت ہے یہ ایک الگ موضوع ہے لیکن اس بات میں کوئی شک نہیں کہ طویل مدت تک قبض یا دائمی قبض بواسیر کی ایک اہم ترین وجہ ہے، اجابت کا زور لگانے سے خارج ہونا، خواتین میں دوران حمل اکثر قبض کا عارضہ ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ حمل کے بوجھ سے مقعد کے پٹھوں میں کھچاؤ، موٹاپا، گرم اشیاء مصالحہ جات کا بکثرت استعمال،، غذا میں فائبر (ریشہ) کی کمی سے بھی اجابت کی سختی اور مشکل اخراج کے باعث مقعد میں دباؤ بڑھ کر وریدوں میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ جو دن بھر بیٹھنے کا کام کرتے ہیں اور قبض کا شکار ہو جاتے ہیں وہ بھی عموماً بواسیر کے مرض میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ قبض کشا ادویات کا بکثرت استعمال۔

بواسیر ان لوگوں میں بھی ایک عام شکایت ہے جو وقت بے وقت اور بے تحاشا الم غلم کھاتے رہتے ہیں یا ایسے افراد جو آنتوں کی بیماریوں، آئی بی ایس اور آئی بی ڈی میں مبتلا ہو کر اسہال یا قبض کے شکار ہوتے ہیں۔ اغلام بازی بھی بواسیر کا ایک اہم سبب ہے۔ مزید براں بڑھاپا، ذہنی دباؤ، ڈپریشن، جگر کی بیماریاں، ذیابیطس کے مریضوں میں بھی بواسیر میں مبتلا ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

تشخیص: مقعد کا اندرونی اور بیرونی معائنہ اور مندرجہ بالا علامات

علاج، پرھیز و غذا : بواسیر میں پرہیز و غذا کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس لیے سب سے پہلے تو کھانے پینے کے معمولات کو درست کرنا ضروری ہے۔ کھانا وقت پر مناسب مقدار میں کھائیں اور روزانہ آٹھ دس گلاس پانی پینا لازمی ہے۔ اپنی غذا میں وافر مقدار میں تازہ سبزیاں، میوہ جات، ڈرائی فروٹ شامل کریں تاکہ وافر مقدار میں ریشہ ملے اور قبض کی شکایت دور ہو جائے۔ بڑے جانور کا گوشت، پلاؤ، انڈا، مچھلی، مرغ اور کڑاہی گوشت مصالحہ جات اور تلی ہوئی اشیاء سے مکمل احتیاط کی جائے ۔ جو مریض آنتوں کی بیماری میں مبتلا ہوں ان کے لئے حل ہونے والا ریشہ (دَلیا، بھورے چاول)، گندم، جوار کی روٹی، سالم اناج، خشک میوہ جات، بہتر ہے۔ جن مریضوں کو آنتوں کی کسی بیماری کے ساتھ بواسیر بھی ہو، انہیں اپنی غذا کے لئے کسی ماہر معالج سے مشورہ کرنا چاہئے۔ ہلکی پھلکی ورزش کو معمول بنائیں۔

بواسیر کا انتھائی آسان علاج: خونی یا بادی بواسیر کا انتہائی تیز رفتار حتمی اور فیصلہ کن علاج

ایک عدد اخروٹ اور بیس یا بائیس عدد کشمش یا دس یا بارہ عدد منقے نہار منہ روزانہ کی ایک خوراک ہے۔ خونی اور بادی بواسیر کے مریضوں کی بڑی تعداد اس آسان نسخے کی بدولت اس بیماری سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ھوئی ہے اور کسی ایک مریض کو اس آسان علاج میں ناکامی کا منہ نہیں دیکھنا پڑا یہ اس علاج کی غیر معمولی کامیابی ہے۔

نوٹ: -سردیوں کے موسم میں یا دنیا کے ان شہروں میں جہاں کا موسم سرد رھتا ھو اسکو صبح شام استعمال کر سکتے ھیں، ایک خوراک روزانہ گرم موسم کے لئے تجویز کی گئی ھے۔ ہومیو پیتھک کی زود اثر ادویات چند یوم میں بواسیر کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہیں۔ بواسیری مسوں کو جلانے یا آپریشن جیسی تکلیف دہ صورتحال سے بچاتی ہیں۔

ھفتۂ رفتہ | **راشد العزیری ندوی**

بہار میں نویں جماعت سے اوپر کے اسکول ۲۸/ستمبر سے کھلیں گے

ریاستوں میں اسکول کھلنے شروع ہو گئے ہیں، بہار کے محکمہ تعلیم نے اسکولوں کو ۲۸/ستمبر سے کھولنے کا حکم دیا ہے۔ مرکزی حکومت کے رہنما خطوط کے مطابق سب کو فوری طور پر کیمپس میں واپس نہیں کیا جائے گا، اس وقت ۹ سے ۱۲ جماعت کے طلبا کو اسکول جانے کا آپشن دیا گیا ہے، حالانکہ ان کے پاس آف لائن کلاسوں میں تعلیم حاصل کرنے کا آپشن بھی ہے۔ اسکول صرف ان طلباء کے لیے کھلیں گے جنھیں آن لائن تعلیم تک رسائی حاصل نہیں ہے یا انہیں دیگر پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

دس لاکھ سے زیادہ اساتذہ کی اسامیاں خالی، بہار سر فہرست، یوپی دوسرے نمبر پر

اساتذہ کی بڑی اسامی ملک کے سرکاری اسکولوں میں خالی ہے۔ مرکزی حکومت کی طرف سے جاری خالی آسامیوں کے مطابق پورے ملک میں ۱۰/لاکھ ۶۰/ہزار ۱۳۹/اساتذہ کی آسامیاں خالی ہیں، بہار، خالی اسامیوں کی فہرست میں سر فہرست ہے۔ یہ معلومات خود مرکزی وزیر تعلیم رمیش پوکھریال نشانک نے دی ہیں، سال ۲۰۲۰-۲۱ تک پورے ملک میں اساتذہ کی ۶۱/لاکھ ۸۴ ہزار ۶۴ ۴/آسامیوں کی منظوری دی گئی ہے، اس کے علاوہ مختلف ریاستوں میں کل ۱۰/لاکھ ۶۰/ہزار ۱۳۹/عہدے خالی ہیں۔ بہار میں اساتذہ کی سب سے زیادہ آسامیاں خالی ہیں، خالی آسامیوں کے معاملے میں بہار ملک میں پہلے نمبر پر ہے، جہاں اساتذہ کی کل منظور شدہ ۶۸۸۱۵۷/آسامیوں کے خلاف ۲/لاکھ ۷۵/ہزار ۲۵۵/آسامیاں خالی ہیں، اس کے بعد اتر پردیش میں دو لاکھ ۱۷/ہزار سے زیادہ آسامیاں خالی ہیں۔

ضروری اشیاء ترمیمی بل کو پارلیمنٹ کی منظوری

راجیہ سبھا نے ضروری اشیاء ترمیمی بل ۲۰۲۰ کو اپوزیشن کی غیر موجودگی میں صوتی ووٹوں سے پاس کر دیا، جس میں اناج، دلہن، تلہن، کھاد، تیل، پیاز اور آلو کو ضروری اشیا کی فہرست سے ہٹانے کا التزام ہے، لوک سبھا نے اس بل کو پچھلے ہفتے پاس کیا تھا۔ اس طرح اس بل پر پارلیمنٹ کی مہر لگ گئی، اس کے وزیر نے بتایا کہ اس بل کے قانون بننے پر نجی سرمایہ کاروں کو ان کے کاروبار کو چلانے میں زیادہ ریگولیٹری مداخلت کا خدشہ دور ہو جائے گا، پیداوار، پیداوار کی حد، آمد و رفت، تقسیم اور فراہمی کی آزادی سے فروخت کی معیشت کو بڑھانے میں مدد ملے گی اور زرعی شعبہ میں نجی شعبہ غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری متوجہ ہوگی، اب دیکھنا یہ ہوگا کہ اس پر کس قدر عمل ہوتا ہے۔

بہار کے ڈی جی پی گپتیشور پانڈے رضا کارانہ طور پر سبکدوش

بہار کے ڈائریکٹر جنرل آف پولیس (ڈی جی پی) گپتیشور پانڈے رضا کارانہ طور پر سبکدوش ہو گئے۔ ایک پریس کانفرنس میں انہوں نے کہا، ''میں کسی سیاسی جماعت میں شامل نہیں ہوا اور نہ ہی میں سیاستداں ہوں، اگر کوئی پارٹی جوائن کروں گا تو آپ سب کو بتا کر کروں گا۔'' انہوں نے کہا کہ ''ان لوگوں سے جن سے میں منسلک ہوں، ان لاکھوں لوگوں سے بات کرنے کے بعد میں فیصلہ کروں گا کہ وہ میری خدمت کس طور پر چاہتے ہیں''۔ ان کی جگہ پر ہوم گارڈز کے ڈی جی پی ایس کے سنگھل کو بہار کے ڈی جی پی کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔ محکمہ پولیس میں پانڈے ۳۳/سال اپنی خدمات دے چکے ہیں، پولیس افسر سے لے کر ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس، انسپکٹر جنرل اور ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل پولیس تک کے سفر میں پانڈے ۲۶/اضلاع میں کام کر چکے ہیں۔

اساتذہ تقرری پر روک ہٹانے سے پٹنہ ہائی کورٹ کا انکار

بہار حکومت کے سال ۲۰۱۹ء کے اساتذہ کی بھرتی کے عمل کو پٹنہ ہائی کورٹ سے ایک بڑا دھچکا لگا ہے، بہار میں پٹنہ ہائی کورٹ نے اساتذہ کی بحالی سے روک کو ہٹانے سے انکار کر دیا ہے، پٹنہ ہائی کورٹ نے فی الحال ریاست کے پرائمری اسکولوں میں بڑے پیمانے پر اساتذہ کی بحالی کے عمل پر عائد پابندی ختم کرنے سے انکار کر دیا ہے، نیرج کمار اور دیگر کی درخواستوں پر سماعت کرتے ہوئے جسٹس انیل کمار اپادھیائے کے بینچ نے ریاستی حکومت کو ہدایت دی ہے کہ اگلی سماعت کی تاریخ پر دوبارہ تفصیلی معلومات پیش کریں۔

پارلیمنٹ میں جموں و کشمیر کی سرکاری زبانوں کا بل منظور

پارلیمنٹ نے مرکز کے زیر انتظام جموں و کشمیر میں سرکاری زبانوں کا ایک بل منظور کر لیا جس میں اردو اور انگریزی کے علاوہ کشمیری، ڈوگری اور ہندی زبانوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ جموں اینڈ کشمیر سرکاری زبانوں کا بل ۲۰۲۰ء صوتی ووٹ سے منظور کر لیا گیا۔ اس موقع پر بل پر ایک مباحثہ کا جواب دیتے ہوئے وزیر مملکت برائے داخلہ جی کشن ریڈی نے کہا کہ یہ جموں و کشمیر کی عوام کا ایک دیرینہ مطالبہ تھا کہ جو زبان وہ بولتے ہیں انہیں سرکاری زبانوں کی فہرست میں شامل کیا جائے۔

سعودی عرب اور ایران کا ایک دوسرے پر لفظی حملہ

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے اپنے خطاب کے دوران سعودی عرب کے شاہ سلمان نے ایران پر تندوتیز لفظی حملے کیے ہیں جس کے جواب میں اقوام متحدہ میں ایران کے سفیر مجید تخت روانچی نے سعودی عرب پر یمن کی جنگ میں ''دہشت گردی اور جرائم کی حمایت'' کرنے کے الزامات عائد کیے ہیں۔تاہم ایرانی سفیر نے الزامات عائد کرنے کے ساتھ ساتھ سعودی عرب کو''جامع علاقائی مذاکرات'' کی پیشکش بھی کی ہے۔بدھ کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں سعودی عرب کے شاہ سلمان نے ایران پر الزام لگایا تھا کہ وہ یمن میں حوثی باغیوں کی حمایت سے سعودی عرب میں تیل کی تنصیبات پر حملے کر رہا ہے اور یمن کے معاملات میں غیر ضروری مداخلت کر رہا ہے۔حالیہ برسوں میں مشرق وسطیٰ کی کشیدگی اور تنازعات میں ایران اور سعودی عرب نے ایک دوسرے کے ملک میں حریف گروہوں کا ساتھ دیا ہے اور دونوں نے ایک دوسرے پر خطے کے دیگر ممالک کے معاملات میں دخل اندازی کا الزام عائد کیا ہے۔ایرانی نمائندے مجید تخت روانچی نے سعودی عرب پر الزام عائد کرتے ہوئے کہا کہ وہ یمن کے عوام کے لیے ایندھن، خوراک اور ادویات کی ترسیل کو روکنے کے ساتھ ساتھ مکمل طور پر غیر انسانی فعل کے طور پر قحط کو جنگ کے ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا رہا ہے۔مجید تخت روانچی نے یہ بھی کہا کہ نام نہاد شدت پسند تنظیم دولت اسلامیہ اور القاعدہ جیسے خطرناک دہشت گرد گروہ بنیادی طور پر سعودی عرب کے وہابی نظریے سے متاثر رہے ہیں۔اقوام متحدہ میں ایران کے سفیر نے اپنے جوابی زبانی حملوں کے باوجود سعودی عرب کے ساتھ مذاکرات کا مطالبہ بھی کیا ہے۔

مجید تخت روانچی نے سعودی عرب سے مطالبہ کیا کہ وہ خطے میں امن واستحکام کو یقینی بنانے کے لیے غیر ملکی افواج پر انحصار کرنے کے بجائے باہمی احترام پر مبنی تعلقات کے تحت تمام خلیجی ریاستوں کے ساتھ جامع علاقائی مذاکرات میں حصہ لیں۔

یاد رہے کہ گذشتہ سال کے آواخر میں دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی اس وقت عروج پر پہنچی تھی جب دونوں ممالک کے ایک دوسرے پر سرحدی حدود میں حملے کرنے کے الزامات عائد کیے تھے۔ستمبر ۲۰۱۹ء میں ایران نے الزام عائد کیا تھا کہ بحیرہِ احمر میں جدہ کی بندرگاہ سے تقریباً ساٹھ میل دور ایرانی ٹینکر پر راکٹوں سے حملہ کیا گیا ہے، ایران نے کسی ملک کا نام تو نہیں لیا تھا لیکن ایرانی حکام نے بلواسطہ اس حملے کا ذمہ دار سعودی عرب کو قرار دیا تھا، سعودی عرب نے حملے میں ملوث ہونے کے اس الزام کی تردید کی تھی اور سعودی وزیرِ خارجہ عادل بن الجُبیر نے کہا ہے تھا کہ ہم (سعودی عرب) اس طرح کے حربے استعمال نہیں کرتے ہیں، اس حملے سے ایک ماہ قبل سعودی عرب کے شہروں بقیق اور خریص میں آرامکو کی تیل کی تنصیبات پر ہونے والے حملوں کا الزام امریکہ اور سعودی عرب نے ایران پر عائد کیا تھا، تاہم یمن میں حوثیوں نے دعویٰ کیا تھا کہ انھوں نے سعودی جارحیت کے جواب میں سعودی عرب کی تیل کی تنصیبات پر حملہ کیا تھا، ایران نے اس حملے سے لاتعلقی کا اظہار کیا تھا، اس سے پہلے ایران کے ساحل اور عمان کے ساحل کے قریب بھی آئل ٹینکروں پر حملے ہوئے تھے اور انگلیاں ایران کی طرف اٹھیں تھیں، تاہم ایران نے اس وقت بھی تردید کی تھی، اُن حملوں کی ذمہ داری بھی یمن کے حوثیوں نے قبول کی تھی۔

سعودی عرب اور ایران دو طاقتور ہمسائے ہیں اور خطے میں اپنی برتری کے لیے شدید کوشاں ہیں، اور جھگڑا کئی دہائیوں سے چلا آرہا ہے، یہ دونوں ممالک اسلام کی دو مرکزی شاخوں کے پیروکار ہیں، ایران میں شیعہ مسلمانوں کی اکثریت ہے، جبکہ سعودی عرب خود کو سنی مسلمانوں کے رہبر کے طور پر دیکھتا ہے، یہ مسلکی اختلاف مشرق وسطیٰ کے نقشے پر مزید پھیلا ہوا دکھائی دیتا ہے، جہاں شیعہ اکثریت والے ملک ایران کی جانب مدد یا رہنمائی کے لیے دیکھتے ہیں تو سنی اکثریت والے ممالک یہی امید سعودی عرب سے لگاتے ہیں۔

گزشتہ پندرہ برسوں میں خاص طور پر ایران اور سعودی عرب کے درمیان اختلافات مختلف واقعات کی وجہ سے بڑھے ہیں۔ ۲۰۰۳ء میں امریکہ کی سربراہی میں حملے کے نتیجے میں عراق میں صدام حسین کی حکومت ختم ہوگئی، جو کہ سنی عرب تھے اور ایران کے بڑے مخالف، اس سے علاقے میں ایران کا مقابلہ کرنے والی ایک بڑی فوجی طاقت ختم ہوگئی، بغداد میں شعیہ اثر ورسوخ والی حکومت کے لیے راستہ کھل گیا اور اس وقت سے ملک میں ایران کے اثر میں اضافہ ہو رہا ہے۔

اگر اب سیدھا سال ۲۰۱۱ء کی بات کی جائے تو مختلف بغاوتوں کی بدولت عرب ممالک میں سیاسی عدم استحکام آیا ہے، جس سے پورا خطہ متاثر ہوا۔ایران اور سعودی عرب نے اس موقع کو استعمال کرتے ہوئے خطے میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کی کوشش کی خاص طور پر شام، بحرین اور یمن میں اور اسی دوران ان کے باہمی شکوک وشبہات میں مزید اضافہ ہوا۔ایران کے ناقدین کہتے ہیں کہ وہ خطے میں اپنے آپ کو یا اپنے حمایت یافتہ گروہوں کو قائم کرنے کی پالیسی پر قائم ہے، اور اس طرح ایران سے بحیرہ روم تک اپنے کنٹرول والی زمینی راہداری بنانا چاہتا ہے۔ ابھی حال ہی میں سعودی عرب کے ولی عہد محمد بن سلمان نے خبردار کیا ہے کہ''سعودی تیل تنصیبات پر حالیہ حملوں کے بعد اگر دنیا مل کر ایران سے منسلک خطرات کا مقابلہ نہیں کرتی تو تیل کی قیمتوں میں ناقابلِ یقین حد تک اضافہ ہو سکتا ہے، جو ہم نے اپنی زندگیوں میں کبھی نہیں دیکھا۔''

یہ بات انھوں نے سی بی ایس کے ایک پروگرام میں ایک انٹرویو کے دوران کہی۔انھوں نے اس انٹرویو میں گذشتہ برس استنبول میں سعودی سفارتخانے میں قتل کیے جانے والے صحافی جمال خاشق جی کی ہلاکت میں براہِ راست ملوث ہونے سے ایک مرتبہ پھر انکار کیا، تاہم ان کا کہنا تھا کہ وہ بطور سعودی رہنما اس قتل کی مکمل ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔

خیال رہے کہ رواں ماہ سعودی عرب میں بقیق اور خریص کے علاقوں میں سعودی تیل کمپنی ''آرامکو'' کی تنصیبات پر ہونے والے حملوں میں دنیا میں تیل صاف کرنے کا سب سے بڑا کارخانہ بھی متاثر ہوا تھا۔یمن میں ایران کے حمایت یافتہ حوثی باغیوں نے ان حملوں کی ذمہ داری قبول کی تھی۔ دوسری جانب سعودی عرب اور امریکہ نے ان حملوں کی ذمہ داری ایران پر عائد کی تھی، سعودی عرب کا الزام ہے کہ اس کے پاس ایسے شواہد موجود ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ اُس کی تیل تنصیبات پر حملے کے پیچھے ایران کا ہاتھ ہے۔جبکہ ایران نے ان حملوں میں ملوث ہونے کے الزامات کی تردید کی تھی۔ان حملوں کے بعد بازار کھلتے ہی تیل کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا تھا اور عالمی منڈی میں تیل کی قیمت گذشتہ چار ماہ کی بلندترین سطح یعنی ۶۸/ڈالر فی بیرل کے لگ بھگ جا پہنچی تھی۔محمد بن سلمان نے سخت الفاظ میں ایران کو تنقید کا نشانہ بنایا اور سعودی تیل تنصیبات پر ڈرون حملوں کو ایک ''حماقت'' قرار دیا۔ان کا کہنا تھا کہ ''میرے نزدیک یہ حماقت تھی، ان کا کوئی سٹریٹیجک مقصد نہیں تھا، کوئی احمق ہی دنیا کی پانچ فیصد تیل سپلائی پر حملہ کرے گا، ان کا مقصد صرف اپنے آپ کو احمق ثابت کرنا ہے اور وہ انھوں نے کیا۔''انھوں نے یہ بھی کہا کہ وہ امریکی وزیرِ خارجہ مائیک پومپیو کے اس بیان سے متفق ہیں جس میں انھوں نے کہا تھا کہ ایران نے جو کیا ہے وہ ایک ''جنگی اقدام'' ہے۔تاہم ایران کے خلاف جوابی کارروائی کے حوالے سے محمد بن سلمان کا کہنا تھا کہ سعودی عرب کی ایران کے ساتھ جنگ ''دنیا کی معیشت کی تباہی'' کے مترادف ہوگی، ان کا کہنا تھا کہ وہ تیل تنصیبات پر حملوں کا سیاسی حل چاہتے ہیں۔(بحوالہ بی بی سی لندن)

بقیات

بقیہ اللہ کے نیک بندوں کے کام آئیں......... اور جب عام انسانوں کے متعلق یہ ارشاد ہے تو جو اپنے ہوں اور جن کا کوئی اور حق بھی ہم سے وابستہ ہو، ان کے حق میں یہ حکم مزید تاکیدی ہوگا یعنی والدین، اساتذہ، رشتے دار، دوست احباب وغیرہ۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کرو! لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مظلوم کی مدد کرنا تو سمجھ میں آتا ہے؛ لیکن ظالم کی کس طرح مدد کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا ہاتھ پکڑلو (یعنی اس کو ظلم سے روک دو) (بخاری) اس حدیث سے بھی ہر حال میں اپنے بھائی کی مدد کرنا لازم آتا ہے، ظالم ہے تو اسے ظلم سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کرنا اور مظلوم ہے تو اسے ظلم سے بچانا ہی ان کی مدد ہے، جو حال بھی ہو ہمیں اپنے بھائی کی مدد کرنے کی فکر کرنی چاہئے، رہا یہ امر کہ کن کن معاملوں میں مدد وتعاون پیش کیا جائے اور کن امور میں دامن بچایا جائے، اس کی صراحت خود باری تعالیٰ نے فرمادی، جیسا کہ ارشاد ہے: نیکی اور تقوے میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے (المائدہ)

بطور سبق اس حدیث کو ہمیشہ ذہن میں رکھیں کہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام لوگوں میں وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہونچانے والا ہو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نیکی یہ ہے کہ تم کسی مسلمان کی زندگی میں خوشی لاؤ یا اس کی تکلیف وپریشانی دور کرو یا اس کے قرض کی ادائیگی کا انتظام کرو یا اس کی بھوک کو ختم کرو اور میں اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کے ساتھ (کچھ وقت) چلنے کو مسجد میں دو مہینے اعتکاف کرنے سے بہتر سمجھتا ہوں اور جس کسی نے اپنا غصہ روک لیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو غنا سے بھر دے گا، جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی کوئی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کے ساتھ چلا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے قدموں کو (پل صراط پر) پھسلنے (اور جہنم میں گرنے) سے بچائے گا اور ثابت قدم رکھے گا اور برے اخلاق ساری نیکیوں کو ایسے خراب کردیتے ہیں جیسے سرکہ شہد کو خراب کردیتا ہے (صحیح الجامع الصغیر للالبانی) ان روایات سے معلوم ہوا کہ مصیبت وپریشانی کے وقت ہر کسی کی مدد کرنی چاہئے، اگر وہ معاشی تنگی میں مبتلا ہے اور اللہ نے آپ کو مال ودولت کی نعمت عطا کی ہے تو اس کی مدد کیجئے۔

بقیہ عجیب مرض ہے ، جس کی دوا ہے تنہائی........... ایک ایسی دنیا جہاں انسان انسان کے دکھ کو سمجھے، خواہ وہ مغرب کا ہو یا مشرق کا، ترقی یافتہ ملک کا شہری ہو یا ترقی پذیر ملک کا فرد، سب کے دکھ سب کے سکھ یکساں ہوں، کیسی خوبصورت ہوگی وہ دنیا جسے ہم برسوں خواب میں دیکھتے آئے ہیں۔

لاکھوں انسانوں کو وبا کی یہ آندھی آنا فانا اڑا کر لے گئی ہے تب اسی چین کا صدر شی جن پنگ جو مذہب اسلام تو کیا ہر مذہب کا منکر ہے، اپنے ملک کی ایک مسجد میں چلا گیا، عبادت کرتے ہوئے مسلمانوں سے درخواست کی کہ تم اپنے رب سے دعا کرو کہ ہم اس مصیبت سے چھٹکارا پالیں، نیوزی لینڈ کی وزیر اعظم جسنڈا آرڈن نے گزشتہ سال مسجد میں فائرنگ کرکے بے گناہ مسلمانوں کو خون میں نہلانے والوں کو نہ صرف مذمت کی تھی بلکہ اپنی نگرانی میں نماز جمعہ ادا کراتی رہی ہیں، اس نے بھی مسلمانوں سے دعا کی درخواست کی ہے، ان ملکوں سے وبا نے بھاگنا شروع کردیا ہے، استغفار جاری رہا، اللہ پر کامل یقین رہا تو اس وبا سے بھی نجات تمام ملکوں کو مل ہی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے، ان پر سختی نہیں کرتا، سختی سے نکالتا ہے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168

Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

رابطہ اور واٹس اَپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah

Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔مزید مفید ودینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

ماہ صفر اسلام کی نظر میں

انظر الاسلام قاسمی

صفر المظفر اسلامی سال، قمری تقویم کا دوسرا مہینہ ہے، جو محرم الحرام کے بعد اور ربیع الاوّل سے پہلے آتا ہے "صَفَر" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے متعدد معنی بیان کئے گئے ہیں مثلاً: سونا، پیتل، زرد رنگ، خشک گھاس، صفراوی امراض، شگون بد وغیرہ، مگر یہ سب مرادی اور مجازی معانی ہیں، حقیقی نہیں، کیونکہ اسلام انکی تردید کر چکا ہے، صفر کا ایک معنی ہے خالی ہونا۔ یہ آخری معنی ہی زیادہ معروف ہے۔ عرب کے لوگ زمانہ جاہلیت میں اسلام سے پہلے محرم الحرام کی حرمت کی وجہ سے جنگ سے باز رہتے تھے، اسلئے جیسے ہی ماہِ صفر کا آغاز ہوتا تو اپنی ضروریات کی اشیاء لینے اور جنگ وجدال کیلئے گھر سے نکل جاتے اور گھروں کو خالی چھوڑ دیتے تھے، پس اس مناسبت سے اس ماہ کو "صفر" خالی ہونا کہا جانے لگا۔ شریعت اسلامیہ میں اس مہینے کو "صفر" اسلئے کہا جاتا ہے تا کہ یہ بھی محرم الحرام کی طرح معصیت اور گناہ سے خالی رہے۔

ماہ صفر کے فضائل واعمال: اس مہینے کی فضیلت یا مخصوص اعمال کی کوئی حدیث نظر سے نہیں گزری، اس مہینہ میں معمول کی عبادت ہے، البتہ اس ماہ سے منسوب باطل نظریات وتوہّمات سے دور رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ صفر کے ساتھ "المظفر" یا "الخیر" کا اضافہ کیوں؟ چونکہ زمانۂ جاہلیت میں عرب کے لوگ ماہِ صفر کو منحوس، بدشگون، اور برا سمجھتے تھے اور بڑے عجیب وغریب قسم کے خیالات رکھتے تھے کہ اس مہینہ میں آفات ومصائب نازل ہوتی ہیں، اسلئے اسے "صفر المظفر" یا صفر الخیر" کہا گیا تا کہ اسے نحوست والا مہینہ نہ سمجھا جائے، "مظفر" کا معنیٰ کامیابی اور "خیر" کا معنیٰ، نیکی، سلامتی اور برکت کے ہیں، افسوس! آج بھی زمانہ جاہلیت کے وہ فاسد خیالات اور باطل عقائد ہمارے معاشرے میں نسل در نسل چلے آرہے ہیں، اسی لئے اس ماہ میں خوشی کی تقریبات مثلاً: شادی، بیاہ، لڑکی کی رخصتی، ختنہ اور عقیقہ وغیرہ سے مکمل احتراز کیا جاتا ہے، نحوست کو دور کرنے کیلئے مختلف ٹوٹکے اور عملیات کیئے جاتے ہیں اور اگر کوئی حادثہ یا غمناک واقعہ یا کسی کام میں ناکامی ہو جائے تو کہتے ہیں کہ یہ دن یا یہ مہینہ یا یہ تاریخ ہی منحوس تھی۔ استغفر اللہ

ماہ صفر کے فضائل و اعمال: ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آدم کی اولاد زمانے کو گالی دیتی ہے، زمانے کو بُرا کہتی ہے، حالانکہ زمانہ تو میں ہوں، رات دن کی گردش میرے ہاتھ میں ہے، ایک دوسری روایت میں ہے، رات دن کو میں بدلتا ہوں اور جب چاہونگا تو اسکو الٹ پلٹ کر ختم کردونگا، ایک روایت میں ہے "ابن آدم زمانے کو گالی دیکر مجھے تکلیف پہنچاتا ہے" ایک روایت میں ہے "ابن آدم یَا خَیبَةَ الدّهر (اے کمبخت زمانے!) کہہ کر مجھے اذیت پہنچاتا ہے" اور ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "زمانے کو گالی نہ دیا کرو" اس مفہوم کی اور بھی روایات ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ حوادثاتِ زمانہ سے متاثر ہو کر زمانے کو بُرا کہنے لگتے ہیں، حالانکہ زمانہ کوئی کام نہیں کرتا، زمانے میں جو واقعات اور حوادثات جو رُونما ہوتے ہیں اور جو انقلاب ہوتے رہتے ہیں وہ تمام حضرت حق تعالیٰ کی مشیت اور انکے حکم سے ہوتے ہیں، لوگ اپنی بے وقوفی سے یا جان بوجھ کر زمانے کو بُرا کہتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں، زمانے کو بُرا کہنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو بُرا کہنا ہے، کیونکہ اصل فاعل تو وہ ہیں اس لئے اس فعل سے منع فرمایا۔ نیز اس ماہ میں بے شمار خیر کے کام ہوئے ہیں مثلاً: مکہ سے مدینہ ہجرت، غارِ ثور میں داخلہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادیوں کے نکاح، کئی حضرات کا قبول اسلام وغیرہ، ان خیر کے کاموں کا ہونا ہی اس بات کی علامت ہے کہ یہ مہینہ نحوست اور بے برکتی ونا کامی کا نہیں ہے۔

ماہ صفر کی دو اہم بدعات: جاہل وبے دین اور اسلام دشمن عناصر نے ماہ صفر المظفر میں دین کے نام پر بیشمار من گھڑت رسومات وبدعات اور فاسد عقائد داخل کر رکھے ہیں جو آج بھی ہمارے اسلامی معاشرے میں عوامی سطح پر رائج ہیں۔ حالانکہ انکا تعلق وجوڑ کسی بھی طرح دین اسلام سے نہیں۔ مثلاً: جنات کا آسمان سے زمین پر اُترنا، صندوقوں اور در ودیوار کو ڈنڈے مارنا، مکڑی کے جالے صاف کرنا، وغیرہ۔ زمانۂ جاہلیت میں "نسیٔ کے رسم" یعنی نفسانی اغراض پر حرمت والے مہینوں میں ردّ و بدل کرنا، اب دو مشہور بدعت جن کے گرد تقریباً ساری بدعات وخرافات گھومتی ہیں۔

تیرہ تیزی کی بدعت: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ماہ صفر کے ابتدائی تیرہ دن نہایت منحوس، بُرے اور سخت ہیں، تیرہ سے مراد "۱۳" کا ہندسہ، اور تیزی سے مراد "سختی و پریشانی ہے" بعض جگہ لوگ تیرہ تاریخ کو "چنے اُبال" کر تقسیم کرتے ہیں تا کہ بلائیں اور نحوستیں دور ہو جائیں، یاد رکھیے! ان سب باتوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں یہ صرف توہم پرستی اور مشرکین کے عقیدہ کی اقتدا کرنا ہے۔

آخری چہار شنبہ (بدھ) کی بدعات: لوگ اس دن خوشیاں مناتے ہیں، مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں، چھٹی کرنے کو اجر وثواب سمجھتے ہیں، سیر وتفریح کیلئے جاتے ہیں، بعض جگہ اس دن روزہ رکھا جاتا ہے اور خاص طریقے سے نماز پڑھی جاتی ہے۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ "اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری سے شفاء ملی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل صحت فرمایا تھا" نیز بہت سے لوگ اس دن مصیبتوں اور بیماریوں سے بچنے کی غرض سے تعویذ بنا کر پہنتے ہیں، یہ تمام چیزیں بالکل غلط اور بے اصل ہیں، مسلمانوں کو ان بے بنیاد باتوں پر عمل کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

سلطان شمس الدین التمش کے اوصاف وکمالات

مولانا سعید احمد اکبر آبادی

سلطان شمس الدین التمش متنوع کمالات اوصاف وخصائص کا انسان تھا، ایک طرف وہ نہایت مدبر، بیدار مغز اور بہترین سیاست داں اور بہادر تھا تو دوسری طرف بڑا عابد وزاہد انسان تھا، ۱۲۱۰ء میں دہلی میں تخت نشیں ہونے کے بعد پہلے سندھ اور بنگال کے باغی گورنر کی سرکوبی کی، پھر ہندوؤں کی ہم سایہ خود مختار ریاستوں کی طرف توجہ کی اور راجپوتانہ پر حملہ کیا، تھنبور اور گوالیار کے قلعوں کی تسخیر کی، مالوہ کا قدیم دار السلطنت اجین فتح کیا، علاوہ بریں نظم ونسق اور ڈسپلن کا یہ عالم تھا کہ بقول ڈاکٹر ترپاٹھی "اس کو ہندوستان میں اسلامی خود مختار حکومت کا اولین موسس اور بانی کہا جا سکتا ہے" ان اوصاف کے ساتھ ہی دوسری جانب وہ نہایت عابد وزاہد، صوفی منش اور فقیر پسند طبیعت کا مالک تھا، فرائض ونوافل کی پابندی کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ ہو جانے کے بعد اور بڑے سے بڑے اہم سیاسی کاموں میں مصروف ہونے کے باوجود بھی وہ نماز ترک نہ کرتا تھا۔ وعظ سننے کا اسے بڑا اشتیاق تھا، ہفتہ میں تین مرتبہ اور ماہ رمضان المبارک میں روزانہ وعظ سنتا تھا، سیر العارفین کی روایت ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد سلطان اپنے محل میں ایک اجتماع منعقد کرتا تھا، جس میں اکابر واشراف ومشائخ شریک ہوتے تھے، اس اجتماع میں شرکاء بزم پوری آزادی سے بادشاہ اسلام کے فرائض وواجبات پر اظہار خیال کرتے اور بادشاہ ان سب کو بڑی توجہ اور دلچسپی سے سنتا تھا۔ فرائض وعام نوافل کے علاوہ رات رات بھر ذکر الٰہی اور اوراد ووظائف میں مشغول رہتا تھا، سلطان کے کمال تصوف ودرویشی کے ثبوت کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ خواجہ عثمان ہرویؒ جو خود بڑے پایہ کے بزرگ اور صوفی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہما اللہ کے پیر ومرشد ہیں، سلطان کو "انسان کامل" سمجھتے تھے، انہیں وجوہ سے سلطان کو علماء ومشائخ اور خصوصاً صوفیائے کرام سے بڑی عقیدت تھی، اس کے عہد میں درۂ خیبر کے راستہ سے کثرت سے مشائخ وصوفیاء ہندوستان آئے، جب سلطان کو ان میں سے کسی کے دہلی آنے کی اطلاع ہوتی تھی تو استقبال کے لئے خود میلوں تک پاپیادہ جاتا تھا، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ملتان سے دہلی آئے تو سلطان نے حضرت خواجہ کا بڑا شاندار استقبال کیا اور شاہی محل میں ہی قیام کرنے کی درخواست کی، لیکن جب قطب صاحب نے اس درخواست کو نامنظور کر دیا اور شہر سے باہر ایک خانقاہ میں قیام فرمایا تو سلطان اکثر وبیشتر آپ کی ملاقات کے لئے خانقاہ میں آتا تھا اور آپ سے پند ونصیحت کی باتیں سنتا تھا، سلطان کو قطب صاحب سے کس درجہ عقیدت وارادت تھی، اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ خود حضرت قطب صاحب کا بیان ہے کہ "ایک رات سلطان مجھ دعا گو کے پاس آیا اور آتے ہی میرے پاؤں پکڑ لئے" میں نے کہا "کیا کوئی تکلیف ہے؟ اگر کوئی حاجت ہے تو بیان کیجئے" سلطان نے جواب دیا "حاجت! حاجت تو اس خدا کے فضل وکرم سے جس نے مجھ کو یہ مملکت اور سلطنت دی ہے کوئی نہیں ہے، مجھ کو البتہ صرف یہ بتا دیجئے کہ قیامت کے روز میرا حشر کس گروہ کے ساتھ ہوگا؟ ایک مرتبہ جب بعض سیاسی حالات کے باعث حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، قطب صاحب کو اپنے ہمراہ لے کر دہلی سے اجمیر جانے لگے تھے تو اہالیان دہلی کے جم غفیر کے ساتھ سلطان بھی کئی میل تک ان دونوں بزرگوں کی مشایعت کے لئے پیدل گیا، لیکن جب خواجہ اجمیری کو باشندگان دہلی اور خود سلطان کے رنج وغم کا احساس ہوا اور اس بنا پر آپ نے قطب صاحب کو دہلی میں ہی قیام کرنے کی اجازت دے دی تو سلطان نے فرط مسرت سے خواجہ اجمیری کے پاؤں کو بوسہ دیا اور قطب صاحب کو بڑی عزت واحترام کے ساتھ دار السلطنت واپس لے کر آیا۔ خلافت راشدہ کے بعد دو چند کے علاوہ مشکل سے ہی کوئی بادشاہ ایسا نکلے گا جو شمس الدین التمش کی طرح سنجہ وشمشیر دونوں کے کمالات کا بیک وقت جامع ہو، بہترین مدبر اور سیاست داں ہونے کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا صوفی اور صاحب معرفت وطریقت بھی ہو اس کی تلوار نے بڑی بڑی حریف طاقتوں کو شکست فاش دے کر ایک عظیم ووسیع سلطنت کی بنیادیں مستحکم کی ہوں، لیکن وہ خود درویشوں اور فقیروں کی خاک پا ہو، عظیم الشان طاقتیں اس کے قدموں پر اطاعت وبندگی کا سر جھکائے ہوئے ہوں لیکن وہ خود گوشہ نشیں ارباب فقر کے پاؤں کو بوسہ دیتا ہو، رات کی تاریکیوں میں خانقاہ کے اندر جا کر خوف خدا اور فکر فردا سے روتا ہو، آہ وزاری کرتا ہو، سلطان کی پاکیزہ زندگی، طہارت نفس اور ورع وتقوی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت چاہئے کہ ۱۴؍ربیع الاول ۶۳۳ھ کو جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا وصال ہوا اور آپ کا جنازہ غسل وکفن کے بعد باہر لایا گیا تو خواجہ ابوسعیدؒ نے کہا: حضرت خواجہ نے وصیت کی تھی کہ "میرے جنازہ کی نماز صرف وہ شخص پڑھائے جس نے کبھی حرام کاری نہ کی ہو اور عصر کی سنتیں اور تکبیر اولیٰ ترک نہ کی ہوں" اس مجمع میں سلطان خود موجود تھا، وہ انتظار کرتا رہا کہ حضرت خواجہ کی وصیت کے مطابق کوئی ایسے بزرگ آگے بڑھیں اور نماز پڑھائیں، سلطان کافی دیر تک انتظار کرتا رہا، لیکن آخر جب کسی شخص نے نماز جنازہ میں امامت کرنے کی جرأت نہ کی تو سلطان خود آگے بڑھا اور بولا "میں اپنی نمازوں کی تشہیر اور نمائش پسند نہیں کرتا لیکن حضرت خواجہ کی وصیت کی تعمیل بہر حال ضروری ہے" یہ کہہ کر سلطان نے نماز پڑھائی اور جنازہ کو کاندھا دیتا ہوا قبرستان لے گیا۔ حضرت خواجہ کی وفات کے چند مہینوں بعد ۶۳۳ھ میں خود سلطان کا بھی انتقال ہو گیا، لیکن جب تک زندہ رہا، قاضی حمید الدین ناگوریؒ کی خانقاہ میں خواجہ صاحب کی فاتحہ کے طور پر کھانا بھیجتا رہا، سلطان کی وفات پر حضرت سلطان نظام الدین اولیاءؒ نے حسب ذیل شعر کہا

بسال شش صد وسی وسہ بود کہ از ہجرت ☆☆☆ نماند شاہ جہاں شمس دین عالمگیر

انہیں خصوصیات کے باعث سلطان شمس الدین التمش ہندوستان کا پہلا مسلمان بادشاہ تھا، جس کے لئے بغداد کے دربار خلافت سے خلعت فاخرہ آیا اور ہندوستان پر جس کی حکومت کو تسلیم کیا گیا، طبقات اکبری کے مصنف نظام الدین احمد کا بیان ہے کہ سلطان کے لئے یہ دن بڑی مسرت اور جشن کا تھا، اس نے جب یہ خلعت زیب تن کیا تو مارے خوشی کے پھولا نہ سماتا تھا، اس تقریب مسرت میں اس نے امراء کو خلعت تقسیم کئے اور شہر کی آئینہ بندی کرائی، سلطان التمش اپنے صاف ستھرے کردار کی وجہ سے بہت دنوں تک یاد رکھے جائیں گے، اسی طرح انہوں نے دین اور خدمت دین کا بھی بڑا کارنامہ انجام دیا۔

سلطان نے ۶۳۳ھ میں وفات پائی اور دہلی کے پاس مسجد قوت الاسلام کے احاطہ میں تدفین ہوئی۔

Volume:60/70,Issue:38 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

چند لوگوں نے اگر محل بنا رکھے ہیں
اس کا مطلب نہیں کہ شہر میں غربت کم ہے
(ساغر صدیقی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

بحرین کا بھی اسرائیل سے امن معاہدہ

عامر سلیم خان

متحدہ عرب امارات کے نصف درجن ممالک کے بعد اب بحرین نے بھی اسرائیل سے امن معاہدہ کی توثیق کردی ہے، امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے گزشتہ روز ایک ٹویٹ کے ذریعہ مذکورہ جانکاری دی ہے، انہوں نے کہا کہ معاہدے کی رو سے دستخط کرنے والے ممالک سفارت خانوں اور سفارت کاروں کا تبادلہ کریں گے، ان ممالک کے درمیان براہ راست پروازوں کا بھی آغاز ہوگا، نیز تعلیم، صحت، کاروبار، ٹیکنالوجی، سیکورٹی اور زراعت سمیت مختلف شعبوں میں باہمی تعاون کی شروعات ہوگی، دراصل مہینوں سے امریکی صدر اس مہم پر لگے ہوئے تھے اور مبینہ ان کے دباؤ کے نتیجے میں امارات کے بعد اب بحرین نے بھی سر تسلیم خم کردیا ہے، کہا یہ جارہا ہے کہ امریکی صدر اس معاہدے کے بعد عالمی امن ایوارڈ کے دعویدار بن گئے ہیں۔

امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ اس معاہدے پر اپنی پیٹھ تھپتھپا رہے ہیں، کیونکہ ان کے مطابق جب انہوں نے ۱۱ر ستمبر کو اس معاہدے کے بارے میں اعلان کیا تو یہ بھی کم دلچسپی کی بات نہیں کہ سال ۲۰۰۱ میں اسی دن امریکہ پر نائن الیون کا دہشت گردانہ حملہ ہوا تھا، مسٹر ٹرمپ کہتے ہیں کہ انہوں نے جب امریکی قیادت کی باگ ڈور سنبھالی تھی تو مشرق وسطی عجیب افراتفری کا شکار تھا، مگر سوال یہ ہے کہ وہ افراتفری پیدا کس نے کی تھی؟ عرب ممالک کے خلاف جنگ کا بازار کس نے گرم کیا تھا، افغانستان، عراق اور پھر لیبیا کو تہس نہس کرنے کے لئے کون ذمہ دار رہا؟ عرب ممالک اور اسرائیل کے مابین معاہدے پر سعودی عرب نے ابھی تک اپنا پتہ نہیں کھولا ہے، بظاہر سعودی عرب نے اعلان بھی کردیا ہے کہ جب تک فلسطین کے ساتھ انصاف کا پیمانہ مساوی نہیں کیا جاتا ہم معاہدے پر دستخط نہیں کرنے والے ہیں، سعودی بادشاہ نے کہا ہے کہ سعودیہ امن اقدامات کی بنیاد پر مسئلہ فلسطین کا شفاف اور مستقل حل چاہتا ہے۔

اسرائیل اور عرب ممالک میں امن معاہدے کی کئی جہات ہیں، ۱۹۴۸ء میں قیام اسرائیل سے ہی عرب ممالک اور اسرائیل دشمنی چلی آرہی ہے، فلسطین کے لوگوں کا انسانی حق تبھی چھین لیا گیا ہے، اب تک ہزاروں نہتے فلسطینی عوام اسرائیل کے آتشیں اسلحوں اور گولیوں کا شکار ہوچکے ہیں، امن کی پذیرائی ہر حال میں ہونی چاہئے اور اس کی ترغیب پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ملتی ہے تاہم ضروری ہے کہ اس معاہدے کی پاسداری کی جائے، جہاں ایک طرف پیغمبر نے یہودیوں کے ساتھ معاہدہ کیا تھا وہیں جب انہوں نے بدعہدی کی تو اس کا بھی ایک پس منظر اسلامی تاریخ نے دیکھا ہے، امن دو ملکوں، دو تجارتی مراکز و اداروں اور دو آدمیوں میں ہوسکتا ہے اور ہونا چاہئے لیکن دل میں کدورت رکھتے ہوئے اگر معاہدہ ہوتا ہے تو یقینی طور پر وہ نتیجہ خیز نہیں ہوسکتا، دونوں طرف دل صاف ہونے چاہئیں تبھی کوئی امن معاہدہ رنگ لاسکتا ہے۔

اسرائیل اور عرب ممالک میں امن معاہدہ کی ان دنوں چلنے والی ہواؤں کے مستقبل میں آنے والے نتائج کو دیکھنے کے لئے ہمیں ماضی کے دریچوں میں جھانکنا اور مشاہدہ کرنا ہوگا، اسرائیل کے ساتھ ۱۹۷۹ء میں مصر نے اور ۱۹۹۴ء میں اردن نے امن معاہدے کئے ہیں لیکن اس کے بعد خطے میں ایسی کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے جس کے ذریعہ اسرائیل کے ساتھ مثبت ذہن بن پائے، اسرائیل ایک جنگجو ملک ثابت ہوا ہے، یہی بڑی وجہ ہے کہ دنیا کے بیشتر ممالک میں اس معاہدے کی پذیرائی کم مخالفت زیادہ ہورہی ہے، سعودی عرب نے ابھی تک اپنا موقف محفوظ رکھا ہوا ہے، ایران اور اس کی ہمدردی میں گھڑے ہوئے دوسرے ممالک اس امن معاہدے کی مخالفت کررہے ہیں، معاہدے کے اس سارے منظر نامے پر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ مسلم دنیا بلاکوں میں تقسیم ہوتی جارہی ہے، جہاں ایک طرف امریکہ امن معاہدے کے ذریعہ عرب ممالک کو اپنا ہمنوا یا مبینہ طور پر گداگر بنا رہا ہے وہیں کچھ پرانے مسلم ممالک اس کے ہاتھوں سے چھوٹ بھی رہے ہیں اور چین کے پچھ لگو بن رہے ہیں۔

اسرائیل کے ساتھ معاہدے کے لئے بحرین کی رضامندی کے بعد عرب کے نقشے پر چار ممالک اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنے والے ممالک بن چکے ہیں، دو ہمسایہ ممالک مصر اور اردون ہیں تو اب بحرین اور نصف درجن ممالک والے متحدہ امارات نے بھی حامی بھرلی ہے، امریکہ کا دباؤ سعودی عرب پر کتنا ہوگا اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں، تاہم سعودی عرب نے ابھی تک اپنا پتہ نہیں کھولا جب کہ امریکی صدر نے نہ صرف سعودی عرب بلکہ ایران تک سے اسرائیل کے ساتھ معاہدات کی امید جتائی ہے، اسرائیل کے ساتھ عرب ممالک کے تعلقات ہمیشہ مخدوش رہے ہیں اور ایسے میں وہی ممالک اگر بڑھ چڑھ کر اسرائیل سے دوستی کا خیر مقدم کرتے ہیں تو یقینی طور پر خوش آئند ہی کہا جائے گا، مگر اسرائیل کو بھی اپنے روے میں تبدیلی لانا ہوگی، اسے فلسطینیوں کا حق دینا ہوگا، مسجد اقصیٰ کو چنگل سے آزاد کرنا ہوگا، مسلمانوں کے لہو سے تر اپنے دامن کو از سر نو صاف کرنا ہوگا اور اس کا طریقہ ہوگا کہ وہ کاغذی نہیں بلکہ امن و آشتی کو عملی زندگی میں بھی لائے، کیونکہ حماس نے معاہدات کو اسرائیلی قبضے کا اور جرائم کا صلہ قرار دیا ہے۔

پوری دنیا اسلامی ممالک اور خصوصا دنیا بھر کے مسلمان اسرائیل کے ساتھ عرب ممالک کے امن معاہدوں کو بڑی سنجیدگی سے دیکھ رہے ہیں، وہ نتائج پر غور کررہے ہیں، کیونکہ اسرائیل کا ماضی داغدار رہا ہے، فلسطینی عوام چیخ رہی ہے اور اب جب کہ عرب ممالک اسرائیل کے ساتھ امن معاہدات کررہے ہیں تو ان پر کیا بیت رہی ہوگی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، وہ گزشتہ ۷۲ر برسوں سے موت اپنے ہاتھوں پر رکھ کر چل رہے ہیں، اسرائیل نے ان کے ساتھ ہمدردی نہیں کی، اسرائیل ان کی زمینوں پر قابض ہے، یہی وجہ ہے کہ کوئی اس معاہدے کو دجال کی آمد سے تعبیر کررہا ہے، کوئی فلسطین کے معصوم عوام کے بہتے خون کی دہائی دے رہا ہے، اب ایسے میں عرب ممالک سے زیادہ اسرائیل کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ایک اچھا پڑوسی بن کر دکھائے تاکہ مسلم دنیا اس کے قریب آنے کی کوئی وجہ پاسکے۔ کیونکہ ۱۹۹۳ء میں ہونے والے اوسلو معاہدے کو بھی مشرق وسطی کے لئے امن کا پیامبر کہا گیا تھا لیکن امن تو قائم نہیں ہوا البتہ فلسطینیوں کے لئے زمین تنگ ہوتی چلی گئی اور ان کے حقوق چھینے جاتے رہے۔

عجیب مرض ہے، جس کی دوا ہے تنہائی

پروفیسر نوشابہ صدیقی

روز اول سے آج تک دنیا کسی نہ کسی وبا کی زد میں رہی ہے، کبھی انسان نے اس پر سبقت لی اور کبھی وبا نے انسان کو پچھاڑ دیا۔ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیجئے تو پتا چلتا ہے کہ جب جب انسان نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، اس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کے حکم سے روگردانی کی تو اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہوا، اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اپنی اپنی امت کو سمجھاتے، سکھاتے، بتاتے اور ڈراتے رہے لیکن ان امتوں نے اپنے آپ کو عقل کل سمجھا اور جانا کہ ساری طاقت ان کے اپنے ہاتھوں میں ہے اور پھر وہ خوار ہوئیں۔ مگر اسلامی تاریخ میں ایک امت حضرت یونسؑ کی بھی تھی، جس نے نافرمانیوں کے نتیجے میں آنے والے عذاب کو پہچان لیا تھا، تب انہوں نے اللہ سے رجوع کیا، توبہ کی، استغفار کی کثرت کی اور وبا سے محفوظ رہے۔ آج کی دنیا بھی بے راہ روی کی دنیا ہے جو اپنی حد پھلانگ چکی ہے، اپنے آپ کو مضبوط سمجھتی ہے، کسی نے جمہوریت کا سہارا لیا ہوا ہے، کسی نے آمریت کا، کسی نے بادشاہت کا اور کسی نے طاقت کا، ایٹم بم کا، مہلک ہتھیاروں کا، زور بازو کا، دولت کے انبار کا، ذہنی فتور کا، اپنے آپ کو شیطان کے حوالے کر رکھا ہے، اس سارے غرور اور ساری طاقتوں کے بیچ اس حقیقت کو نظر انداز کردیا ہے کہ پہلی اور آخری طاقت اللہ کی ہے، اس کے حکم کے بغیر پتا بھی نہیں ہل سکتا، اس کی مرضی کے بغیر کچھ بھی تو نہیں ہوسکتا، وہ قہار بھی ہے جبار بھی، وہ احسان کرنے والا ہے، وہ بدلہ دینے والا ہے، بس اس نے اپنی رحمت کے لئے عبادت اور توبہ کو ذریعہ بنادیا ہے، وہ غفور اور رحیم ہے، ایک بہت چھوٹا سا عمل ہے جو انسان کو دنیا کی بڑی سے بڑی آفت سے منٹوں میں بچاسکتا ہے، ایک سجدہ اور ایک توبہ، استغفار کی کثرت سے کیا کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔

آج کل ایک وبا نے جسے کورونا کا نام دیا گیا ہے، دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے، وہ جو کہتے تھے ہم بزدل تھوڑی ہیں جو ڈر جائیں گے، وہ جو کہتے تھے میں دلیر ہوں، زیر ہوگئے، وہ جو کہتے تھے خوف کیا ہوتا ہے، خوف زدہ ہیں اور وہ جو اپنے اجداد کے قصے سناتے نہیں تھکتے تھے کہ انہوں نے تو ڈرنا اور شکست کھانا سیکھا ہی نہیں تھا، شکست کھا گئے۔

ایک وبا جو چین کے شہر ووہان سے شروع ہوئی تھی اس نے دنیا کے سارے ملکوں کا سفر چشم زدن میں کرلیا، شاید کسی زندہ ابالے گئے جانور نے، زندہ فرائی کئے گئے کیڑے مکوڑے نے، کسی فلسطینی، عراقی، برمی، شامی، یمنی، افغانی وغیرہ نے، شاید کسی شیر خوار بچے نے، عدالت سے انصاف نہ پانے والے کسی قیدی نے، زیادتی کی شکار ہوئی کسی بیٹی نے، سڑکوں پر مارے گئے کسی بے گناہ نے، کسی یتیم بچے کے آنسو نے، کسی بیوہ کی آہ نے، کسی مسکین کے ٹوٹے دل نے، کسی ظلم کی حد برداشت کرنے والے معصوم بچے نے۔ وہ معصوم سا شامی بچہ یاد آگیا، جس کی تصویر میں نے دیکھی تھی جس نے تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا تھا: ”میں اپنے رب کو جاکر سب کچھ بتادوں گا“۔ پھر مجھے ایسا لگا کہ ہزاروں گھروں میں قید بچوں، بڑوں، بوڑھوں، دوا علاج کے منتظر مریضوں نے دنیا بھر کے آزاد مکینوں سے سوال کیا ہو، کیا اب تمہاری سمجھ میں آیا کہ گھروں میں مہینوں سے بند جانوں پر کیسی گزرتی ہے، قید تنہائی کیسی ہوتی ہے، قرنطینہ کا کرب کیا ہوتا ہے؟ ہاں جن کے بچے دن دہاڑے چھین لئے جاتے ہیں، نامعلوم جیلیں جن کا مقدر بن جاتی ہے، اپنوں سے بچھڑ جانے والے لوگ، ایک دوسرے کی آواز تک نہ سننے والوں کی آہیں رنگ لے آئی ہیں اور چیخ چیخ کر دنیا سے سوال کررہی ہیں ”سمجھ میں آیا لاک ڈاؤن کیا ہوتا ہے؟“۔ آج ہم اپنے اپنے گھروں میں قید ہیں، ہم نے ان مظلوموں کے دکھ کو محسوس کرلیا ہے، دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سارے عالم انسانیت کو بالخصوص مسلمانوں کو جلد اس وبا سے نجات دلائے، ان لاک ڈاؤن کے دنوں میں ہم نے محسوس کیا اور جانا کہ دکھ جب سنے جاتے ہیں تو کیا ہوتے ہیں اور جب سہے جاتے ہیں تو کیا بن جاتے ہیں، اس کی شدت کتنی ہوتی ہے، لیکن کیا جب ہم اس قید سے آزاد ہوں گے تو ہمیں وہی دنیا دوبارہ ملے گی جسے ہم نے ۱۳ر مارچ تک برتا تھا یا ہم ایک نئی دنیا میں ہوں گے۔ نئی دنیا، نئے تجربات، نئے سبق اور نئی ترجیحات سے ہم دوچار ہوں گے، اللہ تعالیٰ سے بس یہی دعا ہے کہ ان سارے مظلوموں کی آواز رائیگاں نہ جائے، دنیا بے شک بدل جائے، مگر پھر ایک ایسی دنیا وجود میں آئے جہاں بھوک نہ ہو، بے انصافی نہ ہو، دہشت گردی نہ ہو، ظلم نہ ہو، رعونت نہ ہو، اور اپنی اجارہ داری کا زعم نہ ہو۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ر پر)